خلافت لائبریری ربوہ

خطبہ نمبر 11

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ
الفضل ربوہ
فون 213029
CPL 61
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد 47-82 نمبر 220 | سوموار 3 جمادی الثانی - 1418ھ 6 اخاء 1376ھش 6 اکتوبر 1997ء

تقویٰ سے خالی عمل خدا تک نہیں پہنچتا

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔
نیکی کو سنوار کر ادا کرو اور بدی کو بیزار ہو کر ترک کرو۔ یقیناً یاد رکھو کہ کوئی عمل خدا تک نہیں پہنچ سکتا جو تقویٰ سے خالی ہے۔ ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے۔ جس عمل میں یہ جڑھ ضائع نہیں ہو گی وہ عمل بھی ضائع نہیں ہو گا۔ ضرور ہے کہ انواع رنج و مصیبت سے تمہارا امتحان بھی ہو جیسا کہ پہلے (ایمان والوں) کے امتحان ہوئے سو خبردار رہو ایسا نہ ہو کہ ٹھوکر کھاؤ۔ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں

آپ بحیثیت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے

خطبہ ارشاد فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع بتاریخ 18 جولائی 1997ء بمطابق 18 وفا 1376ھش بمقام بیت الفضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع نے فرمایا:-(-)

جلسہ سالانہ میں اب صرف ایک ہفتہ باقی ہے اور وہی دن پھر آ گئے ہیں جو ہر سال ہمیشہ آتے رہتے ہیں۔ یہ ایک ہفتہ جلسے کی مختلف تیاریوں میں خصوصیت کے ساتھ مصروف رہے گا۔ خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مختلف نئے چہرے دکھائی دینے لگے ہیں جو محض جلسے کی خاطر رونما ہوتے ہیں۔ اور جلسے کے بعد پھر واپس اپنے وطن کو لوٹتے ہیں۔ مختلف ممالک سے اس جلسے میں شرکت کے لئے کچھ دوست آ چکے ہیں' کچھ آ رہے ہیں۔ اس لئے انہی دنوں کی باتیں جو ہمیشہ دہرائی جاتی ہیں وہی دہرائی جائیں گی۔ آج کے خطبے میں وہی باتیں آپ کو یاد کراؤں گا جو ہمیشہ یاد کراتا رہتا ہوں۔ لیکن جلسہ کے موقعہ پر ہماری کچھ ذمہ داریاں ہیں جو خاص اس جلسے سے تعلق رکھتی ہیں۔ سب سے پہلے تو آنے والوں کو خوش آمدید کہتا ہوں جو اور بھی آئیں گے' بعد میں آئیں گے ان سب کو بحیثیت امام جماعت احمدیہ بھی اور بحیثیت انگلستان میں رہنے والے آپ کے سب سے بڑے مہمان نواز کے طور پر آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ سارے انگلستان کی جماعت اس وقت ہمہ تن مصروف ہے۔ اور جن کو توفیق ہے وہ اپنے گھروں کو بھی ٹھیک کروا رہے ہیں۔ آج کل آپ کو بہت سی ایسی شاپنگ ملے گی جو محض جلسے کی خاطر ہوتی ہے اور (اللہ نے چاہا تو) ہمیشہ ہوتی رہے گی۔ ان امور میں سب سے پہلے تو میں آنے والوں کے متعلق کچھ باتیں کہوں گا' پھر مہمان نوازوں کے متعلق بھی کچھ باتیں کہوں گا۔

جہاں تک آنے والے ہیں ان کا تعلق محض خدا سے ہے' اللہ کی خاطر آئے ہیں۔ یا یوں کہنا چاہئے کہ خدا کی خاطر ان کو آنا چاہئے۔ اور دوسری ساری اغراض کو ایک طرف رکھ دینا چاہئے۔ بسا اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ آنے والے کچھ اور نیتیں بھی ساتھ رکھتے ہیں جن میں سے ایک نیت یہاں پناہ ڈھونڈنا یا یہاں نہیں تو یہاں کے بہانے بعض دوسری جگہ پناہ ڈھونڈنا ہے۔ پناہ ڈھونڈنا ان کا ایک حق ہے۔ لیکن جلسے کو اس کے لئے استعمال کرنا ان کا حق نہیں ہے بلکہ جماعتی لحاظ سے یہ ایک بہت خطرناک جرم ہے۔ ایسا کہ پھر زندگی بھر بخشا نہیں جائے گا۔ اس لئے میں واضح طور پر آپ سب کو متنبہ کرتا ہوں۔ اگرچہ لازماً بہت بھاری تعداد آپ میں سے ایسی ہو گی جو محض خدا کی خاطر آئے۔ خدا کی خاطر واپس جائیں گے۔ کئی صرف چہرہ دیکھنے آتے ہیں' چہرہ دیکھ کے چلے جاتے ہیں۔ اس کے سوا ان کا کوئی مقصد نہیں ہوتا مگر کچھ ایسے بھی ہیں جو ہمیشہ پہلے بھی آتے رہے اور جلسہ سالانہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے۔ ایسے لوگوں کو جماعت سے نکال دیا گیا اور اب وہ جتنی چاہیں درخواستیں لکھیں اب ان کو دوبارہ جماعت احمدیہ میں داخل نہیں کیا جائے گا۔ اسی حالت میں ان کی موت آئے گی۔ کیونکہ انہوں نے دین کو دنیا پر مقدم رکھنے کی بجائے دنیا کو دین پر مقدم کیا اور تمام مخلصین کو جو پاکستان میں محض جلسے کے لئے ترستے رہتے ہیں ان کو جلسوں سے محروم کر دیا۔ یہ بڑا جرم ہے جو عام جرم نہیں ہے۔ اب موت کے بعد ہی خدا تعالیٰ فیصلہ فرمائے گا کہ کس حد تک وہ معافی کے لائق ہیں یا نہیں ہیں۔ بات یہ ہے کہ اس سے پہلے انگلستان کی حکومت جماعت احمدیہ کو ہزاروں ویزے اس غرض سے دیا کرتی تھی کہ جلسہ پر آئیں' شوق سے اپنے مذہبی تہوار میں حصہ لیں اور واپس چلے جائیں لیکن دن بدن اس میں سختی ہونی شروع ہوئی کیونکہ بہت سے ایسے جنہوں نے ایمبیسی میں جا کر عہد کیا کہ ہم محض جلسے کی خاطر جا رہے ہیں واپس آئیں گے اس عہد کو توڑا اور یہاں آ کر یہاں کی سہولتیں لینے کی خاطر وہ یہیں ٹھہر گئے۔ شروع میں انگلستان کی حکومت نے ہاتھ ذرا آہستہ سخت کیا ہے' پہلے ہزاروں کو اجازت دیا کرتے تھے پھر سینکڑوں کو دینے لگے یہاں تک کہ پھر سینکڑوں کو اجازت دیتے وقت بھی وہ متردد ہو جاتے تھے۔ نظام جماعت کی طرف سے جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی انہوں نے نظر انداز کر دیا۔ یہاں تک کہ نظام جماعت کی طرف سے جماعت کے نمائندوں کی جو تصدیق کی جاتی تھی اس کو بھی نظر انداز کرنے لگے اور یہ جماعت کے منہ پر ایک قسم کا تھپڑ تھا کہ تم دنیا میں دینی اخلاق اور دینی اقدار کی حفاظت کرنے والے لوگ ہو' یہ تمہارا حال ہے کہ جلسہ پر آنے کے لئے جلسے کو اسائلم کے لئے یعنی یہاں پناہ ڈھونڈنے کے لئے ایک بہانہ بنا لیا۔ تو میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جو اس غرض سے یہاں آئے اور کسی اور غرض کے لئے ٹھہر جائے۔ ایک بھی ایسا نہیں ہو گا جو کسی اور ملک میں جانے کے بہانے یہاں سے فائدہ اٹھائے اور پھر جا کر کہہ دے کہ ہم نے تو ملک چھوڑ دیا ہے۔ اب یورپ کا نظام اس قسم کا ہو گیا ہے کہ اگر ایک ملک کسی کو ویزا دیتا ہے اور وہ یورپ میں کہیں بھی پناہ لیتا ہے اس کی ذمہ داری اس ملک پر ڈالی جاتی ہے جس نے ویزا دیا تھا اور اس کے نتیجے میں انہیں خفت اٹھانی پڑتی ہے اس لئے اس جلسہ پر تو یہ نہیں ہو گا اور اگر ہو گا تو اس کے نتائج کے لئے آپ تیار رہیں۔ خدانخواستہ اگر ایک آدمی بھی ایسا نکلا جس نے جلسے سے ناجائز فائدہ اٹھایا اور دنیاداری کو اپنا لیا تو اس کو میں یقین دلاتا ہوں کہ ساری عمر اس کی معافی کی درخواست زیر غور نہیں آئے گی۔ ہمیشہ ہمیش کے لئے وہ جماعت سے نکالا گیا ہے اور اسی حالت میں وہ مرے گا۔ اس سے پہلے بعض لوگ کچھ سال درخواستیں دینے کے بعد یہ لکھنا شروع کر دیتے تھے کہ ہمارا تو بہت برا حال ہے جماعت کے بغیر' ہم تو تڑپ رہے ہیں جیسے مچھلی پانی کے بغیر تڑپ رہی ہے ہمیں داخل کرو۔ میں ان کو یہی جواب دیتا ہوں کہ جس گندے پانی کو تم نے اپنا لیا ہے اس گندے پانی میں رہو اور ہمارے شفاف پانی کو اسی طرح رہنے دو۔ اب مرتے دم تک تمہیں اس پانی کا منہ دیکھنا نصیب نہیں ہو گا۔

صرف ایک یا دو ایسے معاملات ہوئے تھے جن میں ان لوگوں نے کہا کہ اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں کہ واقعتہً ہمارے دل کو تکلیف ہے تو ہم یہاں کی درخواستیں واپس لیتے ہیں ہمیں حکومت نے جو سہولتیں دی ہیں' جو پاسپورٹ دیئے ہیں سب واپس کرتے ہیں اور واپس اپنے ملک میں جاتے ہیں اور واقعتہً انہوں نے ایسا کیا یہاں کا منظور شدہ ان کا جو حق تھا یا حق نہیں لیکن گورنمنٹ نے حق سمجھا منظور کر لیا اسے انہوں نے واپس کر دیا اور کہا کہ ہماری غلطی تھی ہم نے احمدیت کو بہانہ بنایا تھا اس لئے ہم واپس جاتے ہیں ہمارا اب یہاں سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کو لازماً معاف کیا جانا تھا اور معاف کیا گیا۔ لیکن جو بد اثر پیدا کر دیا گیا ہے وہ بہت ہی خوفناک ہے جو ابھی تک چل رہا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ | پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ | قیمت 2 روپے 50 پیسے

ایمبیسی والے جماعت کے بعض بزرگوں کے منہ پر یہ بات مارتے رہے اور دیکھتے ہوئے بھی کہ یہ لوگ وہ نہیں' یہ چہرے وہ نہیں ہیں جو اس قسم کی حرکتیں کریں پھر بھی ان کی بے عزتی کرتے رہے۔ پس اس دفعہ خصوصیت کے ساتھ ہمارا رابطہ متعلقہ محکموں سے ہوا ہے ان سے ہم نے دوبارہ درخواست کی ہے کہ از سر نو اس پر غور کریں۔ اور دوبارہ انہوں نے کچھ سہولتیں دینی شروع کی ہیں۔ اس لئے میں امید کرتا ہوں کہ کوئی ایک بھی گندی مچھلی اس صاف ماحول کو دوبارہ گندہ نہیں کرے گی۔

جہاں تک آنے والوں کا تعلق ہے ہر دوسرے پہلو سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ وہ ہمارے مہمان ہیں اور اس لئے مہمان ہیں کہ وہ اللہ کے مہمان ہیں' حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے مہمان ہیں اور ہم ہر پہلو سے ان کی عزت کرتے ہیں اور عزت کریں گے۔

جہاں تک جماعت کے دوستوں کا تعلق ہے جو انگلستان میں رہتے ہیں یا مختلف مہمان نوازی کے شعبوں میں خصوصیت کے ساتھ متعلق ہیں ان کو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ مہمانوں کے دل نازک ہوا کرتے ہیں۔ بہت سے ایسے ہیں جو اپنے رشتہ داروں یا عزیزوں کے گھر ٹھہریں گے اور وہ دیر سے ان کو جانتے ہیں' ان کا معاملہ الگ ہے لیکن کچھ ایسے بھی جو محض خدا کی خاطر آئے' کسی کو جانتے نہیں' ان کی مہمان نوازی شعبے نے کرنی ہے۔ اور وہ ذاتی مہمان نوازی نہیں مگر اللہ کی خاطر ہے۔

جہاں تک مہمان نوازی کے ایام کا تعلق ہے تین دن کی روایت ہے۔ (-) مہمانی تین دن کی ہوا کرتی ہے اس کے بعد اجازت سے ٹھہرو۔ اور مہمانی کے بعد جو تعلق ہے میزبان اور مہمان کا اسے صدقہ فرمایا۔ لیکن نظام جماعت میں آنا جو ہے وہ اور رنگ رکھتا ہے۔ یہ ہرگز اس قسم کا معاملہ نہیں کہ تین دن کے بعد صدقہ شروع ہو جائے۔ جماعت نے پندرہ دن کی ذمہ داری قبول کی ہے کیونکہ بہت دور دور سے لوگ تشریف لاتے ہیں اور یہاں آتے ہی تین دن ہاتھ لگا کر واپس جانا ان کے لئے ممکن ہی نہیں۔ ویسے بھی ممکن نہیں یعنی سفر کی جو سہولتیں مہیا ہوتی ہیں وہ خاص تین دن کے لئے احمدیوں کو نہیں مل سکتیں اس لئے ان سہولتوں کو پھیلانا پڑتا ہے۔ اس پہلو سے میں سمجھتا ہوں پندرہ دن جہاں تک ہمارا پرانا تجربہ ہے کافی ہیں۔ اور پندرہ دن آپ جماعت کے مہمان ہوں گے۔ لیکن جو انفرادی طور پر کہیں ٹھہرے ہیں ان کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ وہ چند دن کے بعد پھر جماعتی انتظام میں منتقل ہو جائیں۔ کیونکہ جو مقامی دوست ہیں سوائے اس کے کہ ان کی رشتہ داریاں ہوں' ان کی دوستیاں ہوں' پرانے سلسلے چل رہے ہوں آپس میں ایک دوسرے کے ہاں ٹھہرنے کے' ان کے سوا جو اجنبی مہمان ہیں ان کو چند دن کے بعد از خود ہی جماعتی نظام میں منتقل ہو جانا چاہئے تاکہ مقامی دوستوں پر ضرورت سے زیادہ بوجھ نہ پڑے۔

(-) اللہ تعالیٰ یہ فرما رہا ہے کہ (-) جو قریبی ہے اس کا حق اس کو دو (-) اور مسکین کو بھی (-) اور راستے چلتے کا بھی (-) لیکن حد سے زیادہ اسراف نہ کرنا۔ اس آیت کے مختلف پہلو سے اطلاق ہو سکتے ہیں۔ کچھ تو اس پہلو سے کہ بعض لوگ محض دکھاوے کی خاطر اپنی توفیق سے بڑھ کر بعض مواقع پر خرچ کرتے ہیں جبکہ ان کا دل اندر سے تنگی محسوس کرتا ہے۔ ایسے مواقع پر شادی بیاہ پر آنے والوں پر یا قریبیوں کے گھر ٹھہریں یا مسکین کو بھی جب وہ کھانا کھلائیں تو دکھاوے کی خاطر کھلائیں گے' رستہ چلتے کو بھی دیں گے تو دکھاوے کی خاطر دیں گے' ایسے لوگ ہمیشہ اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنا نام کمانے کی خاطر ایک نیکی سرانجام دیتے ہیں اس نیکی کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے (-) یہ خرچ کرنے والے شیطان کے بھائی ہیں (-) اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اور یہ لوگ جو اپنی توفیق سے باہر خدا کی خاطر نہیں بلکہ اپنے نفس کو بڑا کرنے کی خاطر خرچ کرتے ہیں۔ وہ دکھاوا کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی ناشکری کرتے ہیں میں نہیں سمجھتا کہ ان معنوں کا کوئی اطلاق بھی جلسے کے دوران کسی صورت میں بھی ہو سکتا ہے۔ جہاں تک میں نے یہاں کے میزبانوں کو دیکھا ہے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے محض اللہ کی خاطر یہ کام کرتے ہیں اور کوئی دکھاوا ہرگز ان کا مقصود نہیں ہوتا۔

لیکن اس (-) کا ایک اور معنی بھی لیا جا سکتا ہے کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر خرچ کرتے ہیں ان کو ان اقدار کو سامنے رکھنا چاہئے اور نیکی کی خاطر بھی حد سے بڑھ کر کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ (رشتہ داروں' مساکین اور مسافروں) پر خرچ کرنا نیکی ہے اور بعید نہیں کہ بعض لوگ دھوکے میں کہ نیکی پر خرچ کرو جتنے مرضی قرضے اٹھاؤ سب جائز ہے وہ ضرورت سے بڑھ کر خرچ کر دیں۔ ایسے نیک نیت لوگ جو حقیقت میں غلطی خوردہ ہیں۔ ان کے لئے نصیحت ہے کہ ایسا نہ کرنا ورنہ یہ شیطانی کام ہو گا جو تمہیں نقصان پہنچائے گا۔

پس مہمان نوازی میں توفیق ضروری ہے۔ ایسی توفیق جو کھینچ کر لمبی تو کی جا سکتی ہے مگر اس کی حدود سے باہر نہیں نکلا جا سکتا۔ آپ مہمان کی خاطر وقتی طور پر کچھ قرض بھی اٹھا سکتے ہیں جو کچھ عرصے کے بعد واپس کر سکتے ہیں اور انسان اپنے لئے جب قرض اٹھاتا ہے تو مہمانوں کی خاطر بھی قرض اٹھایا جا سکتا ہے مگر یہاں جس تبذیر کا ذکر ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان قرضوں کے بوجھ تلے دب جائے' اپنی توفیق سے باہر کی چھلانگ لگائے اور مقصد صرف دکھاوا ہو تو' دکھاوا نہ بھی مقصد ہو' نیکی بھی مقصد ہو اس میں بھی اپنی توفیق کو پیش نظر رکھنا چاہئے۔ (-)

مہمان کے لئے اس حد تک آپ اپنی وسعتوں کو بڑھائیں کہ آپ کی مہمان نوازی کی وسعت تو بڑھے لیکن اپنی ذات پر بے شک تنگی آئے۔ لیکن ایسی وسعت نہ کریں جیسے دکھاوے والے دنیا کو دکھانے کی خاطر خرچ کیا کرتے ہیں اور اپنی توفیق سے بڑھ کر خرچ کر دیتے ہیں۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ (اللہ نے چاہا تو) یہاں کی مہمان نوازی اسی رنگ کی ہو گی۔

دوسری ایک بات جو جلسے کے ساتھ خصوصیت کے ساتھ تعلق رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ جلسے پر بہت سے لوگ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے نازک مزاج بن کر آتے ہیں اور اس میں کچھ ان کا حق بھی شامل ہوتا ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اتنی دور سے آئے ہیں' محض خدا کی خاطر آئے ہیں۔ اس لئے ہمارا پورا خیال رکھنا چاہئے اور چھوٹی چھوٹی باتوں پر بعض دفعہ ناراض ہو جاتے ہیں۔ اس موقع پر میزبان کا یہ کام نہیں ہے کہ ناراض ہو۔ یہاں ایک ایسا واقعہ گزرا تھا جس کی وجہ سے میں بعض جماعتوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہا تھا۔ بڑی بدتمیزی سے مہمانوں کو کہا گیا کہ قبول کرتے ہو تو کرو' نہیں تو جاؤ جو مرضی ہے کرو۔ بڑی ذلیل اور کمینی حرکت تھی۔ جو عام طور پر ایسے شخصوں سے رونما نہیں ہوا کرتی جن کو میں جانتا تھا۔ لیکن آئندہ کے لئے ہمیشہ کے لئے میں نے ان کو جماعت کی خدمت سے محروم کر دیا۔ ایسا ہی واقعہ ایک جرمنی میں بھی ہوا۔ اور ایک مہمان نواز صاحب جو غیر ملکیوں کے مہمان نواز تھے اس کام پر مقرر تھے وہاں ایک احمدی بعض غیر احمدی لڑکوں کو بلا کر لایا ہوا تھا اور ان کے اصرار کے باوجود کہ نہیں کوئی ضرورت نہیں وہ ان کو زبردستی اس مہمان خانے میں لے گیا جو غیر ملکیوں کے لئے تھا۔ اب ایسے موقعہ پر ایک طرف انتظام ہے ایک طرف اخلاق ہیں۔ ایک طرف عمومی ذمہ داری ہے جو خدا کے مہمانوں کی ادا کرنے والی ہے اس وقت حکمت سے کام لینا چاہئے لیکن اخلاق فاضلہ کو بہرحال ان انتظامی ذمہ داریوں پر قربان نہیں کیا جا سکتا۔ ان صاحب نے جو منتظم تھے انہوں نے اپنا فرض یہ سمجھا کہ جا کر ان کی کھانا کھاتے ہوؤں کی پلیٹیں چھین کر پھینک دیں اور واپس جا کر انہوں نے مجھے یہ خط لکھا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو کچھ اور سمجھ کے آئے تھے آپ کی جماعت کو' یہ تو کچھ اور نکلی ہے۔ میں تو یقین نہیں کر سکا۔ میں نے کہا یہ ہو ہی نہیں سکتا' ضرور انہوں نے کوئی زیادتی کی ہے اور ایسا واقعہ ممکن نہیں۔ لیکن تحقیق بھی کروائی اور پتہ لگا واقعتاً بعینہ یہی ہوا۔ اور ان صاحب نے جن کو خدا کے فضل کے ساتھ جھوٹ کی عادت بہرحال نہیں ہے انہوں نے تسلیم کیا کہ ہاں مجھ سے یہ حرکت ہوئی ہے۔ تو اپنی طرف سے منتظم بنے ہوئے تھے لیکن ایسی بے ہودہ بد اخلاقی کی حرکت ہوئی ہے جو جماعت کو داغ لگانے والی ہے۔ اور ایسے بعض دوستوں کو ہمیشہ کے لئے پرے دھکیلنے والی جن کے متعلق امکان تھا کہ وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو جاتے۔ ایسے موقعوں پر کیا کرنا چاہئے سوال تو یہ پیدا ہوتا ہے؟ یہاں پر عزت کے ساتھ یا تو افسر اعلیٰ سے اجازت لے لی جائے کہ ان کو یہاں کھانا کھانے کی اجازت دی جائے۔ یا عزت کے ساتھ ان سے درخواست کی جائے کہ بھائی آئیں میں آپ کو اس سے بہتر بٹھا کر کھانا کھلا دیتا ہوں۔ لیکن دیکھیں یہ غیر ملکی لوگ ہیں ہم آپ کے لئے اور اچھا انتظام کر دیتے ہیں اگر ایسا کرتے تو ہرگز ان کے دل میں کوئی اس کے خلاف رد عمل نہ ہوتا۔ لیکن کھاتے ہوئے آدمی کی پلیٹیں چھین کر پھینک دی جائیں یہ بہت ہی ذلیل سلوک ہے۔ میں امید رکھتا ہوں اور میں تصور بھی نہیں کر سکتا کہ ایسا کوئی ذلیل سلوک اس موقع پر ہو' اس جلسہ سالانہ پر ہو لیکن اگر انتظامی طور پر کچھ مشکلات پیش آتی ہیں تو اخلاق فاضلہ کو بڑھ جانا چاہئے نہ کم ہونا چاہئے۔ غالب کہتا ہے۔

بہرہ ہوں میں تو چاہئے دونا ہو التفات
سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

کہ میں بہرا ہوں لیکن اے بولنے والے دو دفعہ کہہ دیا کرو اونچی بولا کرو۔ سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر۔ میں دوبارہ بات کہے بغیر سن نہیں سکتا۔ تو قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات ہے کہ ایک عام انسان ایک عام آواز میں کسی سے مخاطب ہو اور وہ نہ سنے۔ لیکن اس کا دوبارہ کہنا اور زور سے کہنا یہ قاعدہ سے ہٹی ہوئی بات نہیں۔ یہ دستور کے مطابق بات ہے۔ پس اگر کسی موقعہ پر کسی دوسری طرف سے بد انتظامی ہو تو اعلیٰ اخلاق سے آپ اس بد انتظامی کا قلع قمع کر سکتے ہیں یا اس کو زائل کر کے ایک نظام جماعت کے مطابق ڈھال سکتے ہیں۔

پس یہ یاد رکھیں کہ آنے والوں میں سے کئی قسم کی غلطیاں کرنے والے ہوں گے۔ کوئی کسی اور نظام میں چلا جائے گا' کوئی اور نظام میں چلا جائے گا۔ مگر آپ کا فرض ہے کہ اخلاق سے اسے سمجھائیں اور اس کی ضرورت پوری کریں۔ بلکہ پہلے سے زیادہ احسان کا سلوک کریں۔ ہمارے پرانے انتظامات میں جلسہ سالانہ پر کئی ایسے دوست تھے جو کسی لنگر خانہ کے ناظم ہوا کرتے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ ساری رات ان کے ہاں لوگ جاتے تھے۔ وہ خود کھڑے ہو کر ان کو الگ بٹھاتے حالانکہ لنگر خانہ میں کھانا کھلانا دستور کے خلاف تھا۔ دستور یہ کہتا تھا کہ لنگر خانے میں صرف روٹی کی تیاری کا کام ہے' سالن کی تیاری کا کام ہے' کھڑکیوں سے سالن تقسیم ہو گا ان کے لئے جو باہر مہمان نوازی کے انتظامات میں کام کرتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی جانتے تھے کہ یہ اللہ کے مہمان ہیں اس وقت وہ انتظامات بند ہو چکے ہیں اور میں ان کو خاص انتظام کی طرف نہیں بھجوا سکتا جو ختم ہو چکا ہے۔ پس ساری رات ان کے ہاں یہ دستور چلتا تھا کہ آنے والا پوچھتا تھا کہ کہاں جائیں تو کہتے تھے کہ بیٹھو پہلے کھانا کھاؤ پھر بعد میں جانا اور کبھی بھی ان کے خلاف افسر جلسہ نے کوئی کارروائی نہیں کی بلکہ معروف تھا اور سب خوش ہوتے تھے۔ تو انتظام کو کہاں برقرار رکھنا ہے' کہاں اعلیٰ انتظام کی خاطر جو اخلاقی نظام ہے' جو جماعت کی اولین ذمہ داری ہے وہاں نظام کی چھوٹی چیزوں کو قربان کرنا ہے یہ حکمت کا بھی معاملہ ہے اور اخلاق فاضلہ کا بھی ہے۔ تو اس پہلو سے آپ خیال کریں مختلف لوگ آئیں گے' مختلف جذبات لے کر آئیں گے مگر اس صورت میں جہاں تک آپ ان کا خیال رکھیں گے وہاں یہ یاد رکھیں کہ جو حفاظت کی ذمہ داری ہے اس کو قربان نہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کرنا۔

بعض دفعہ انسان اخلاق کی تفسیر نہیں سمجھ سکتا اور سمجھتا ہے کہ اخلاق کا تقاضا ہے کہ ایک آدمی جلسہ سالانہ میں آگیا ہے جہاں اس کو نہیں آنا چاہئے تھا اس لئے اب اس کو وہیں رہنے دو یہ بات درست نہیں' یہ اور بات ہے۔ نظام جماعت کا فرض ہے کہ حفاظت کا انتظام بھی کرے اور ایسے لوگوں پر آنکھ رکھے جن کے متعلق احتمال ہے کہ وہ شرارت کی خاطر آئے ہیں پس ایسے موقع پر آپ کو کیا کرنا چاہئے۔ اس سلسلہ میں پہلے بھی میں ہدایات دے چکا ہوں۔ ایسے موقع پر جو انتظام ہے حفاظت کا اس کو چاہئے کہ موبائل فورس رکھے۔ موبائل فورس کا مطلب ہے کہ جو مختلف جگہوں پر پھر سکتے ہوں' وہ ڈنڈے بن کر جگہ جگہ حفاظت کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ کثرت کے ساتھ ایسے آدمی ہونے چاہئیں جن کے ساتھ بچے بھی ہوں' بڑے بھی ہوں' جو کھلے پھرنے والے لوگ ہوں۔ اور ان کا کام یہ ہے کہ ایسے شخص کو دیکھیں تو اس کے ساتھ پھر ضرور کسی آدمی کو بٹھائیں اور پھر انتظامیہ سے پوچھیں کہ یہ صورت ہے ہمیں کیا کرنا چاہئے۔ زبردستی اس کو اٹھا کر باہر کرنا' شور بھی ڈالا جا سکتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ کیا حرکت کر رہے ہو۔ دیکھنے والے بغیر جانے کیا بات ہے یہ تاثر لیں کہ دیکھو یہاں تو بڑی زیادتی ہوتی ہے۔ تو حکمت کے ساتھ حفاظت کا فرض پورا کرتے ہوئے اس کے اوپر کسی نگران کو مقرر کرتے ہوئے پھر آپ انتظامیہ سے رابطہ کریں۔ اور بڑے افسر سے پوچھیں وہ آپ کو بتا سکتے ہیں۔ لیکن بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے کہ آنے والا پہچانا نہیں جاتا۔ مختلف آنے والوں کی شکلیں مختلف ہیں۔ بعض احمدی ہیں' پیدائشی احمدی ہیں۔ لیکن اپنی مونچھوں کے لحاظ سے یا اپنے طور طریق سے وہ بڑے دبنگ انسان دکھائی دیتے ہیں جیسے اب بس کر گزریں گے اور ان کے پیچھے پیچھے لوگ بھاگ رہے ہوتے ہیں کہ پتہ نہیں کیا کر دکھائیں گے۔ اس لئے میں نے آپ کو توجہ دلائی ہے کہ ان کے متعلق رابطہ کرنا ضروری ہے۔ کیونکہ جو افسر اعلیٰ ہے وہ پتہ کر لیتا ہے اور آپ کو سمجھا دے گا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں یہ خدا کے فضل سے اپنا احمدی ہے اس قسم کے بھی احمدی ہوتے ہیں۔ اور ہر قسم کے احمدیوں سے رابطہ رکھنا ہوگا۔ لیکن بعض دفعہ واقعتاً ایسے دکھائی دیتے ہیں جن کے متعلق کوئی گواہی نہیں۔ اس لئے یہ بہت ہی اہم امر ہے کہ حفاظت کے نظام میں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے کھڑے پہرہ داروں کی بجائے زیادہ سے زیادہ چلنے پھرنے والے عام طور پر پہرہ داروں کے طور پر شناخت نہ کئے جانے والے لوگ زیادہ ہونے چاہئیں۔ عام پھریں اور ان کے لئے بلوں کی بھی کوئی ضرورت نہیں۔ ان کے پاس ایسے پاس ہونے چاہئیں جو اگر انتظام روکے تو دکھا دیں کہ ہم خاص حفاظت کے انتظام پر مقرر ہیں لیکن فری موبائل فورس یہ سیکیورٹی کے لئے یا حفاظت کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ اور اس کے بغیر حفاظت کرنے والے محض دکھاوا ہو جاتے ہیں۔ اور دکھاوے کے خلاف (-) خدا تعالیٰ بڑے زور سے (ایمان والوں) کو متوجہ فرماتا ہے کہ ہرگز کسی طرز پر بھی دکھاوا نہیں کرنا۔ میں اب امریکہ اور کینیڈا جب گیا تھا تو ان سے میں نے درخواست کی تھی کہ بہت سے دوستوں کو میں دیکھ رہا ہوں جو دوسری طرف منہ کر کے کھڑے ہیں ان بے چاروں کو یہ بھی توفیق نہیں مل رہی کہ مجھے دیکھ لیں۔ سارا سال انتظار کرتے ہیں اور پہرے کی وجہ سے مجھے دیکھنے' ملنے سے محروم بیٹھے ہیں۔ ضرورت سے زیادہ آدمی اور ڈنڈوں کی طرح نصب ہوئے ہوئے' دوسری طرف منہ کئے ہوئے۔ وہ خود ایک سیکیورٹی ٹارگٹ ہیں جس کو انگریزی میں Sitting Duck Target کہتے ہیں وہ تو ایک مرغابی کی طرح بیٹھے ہوتے ہیں جو چاہے ان کو نشانہ بنائے' انہوں نے کیا حفاظت کرنی ہے۔ مگر عام حالات میں پہرے کے لئے آپ کو زیادہ سے زیادہ غیر معروف پہرے داروں کی ضرورت ہوتی ہے جو عام لوگوں میں ملیں جلیں پھریں اور ان کو کوئی پہچانے نہ کہ یہ کون ہیں۔ اور دوسری بات اس میں ضروری ہے کہ آپ زیادہ سے زیادہ مختلف ممالک کے دوستوں کو اس نظام سے وابستہ کریں جہاں صرف میزبان نہیں بلکہ مہمان بھی میزبانوں کی طرح خدمت سرانجام دیں گے۔ کیونکہ بہت سے پاکستان' بنگلہ دیش' کسی اور ملک سے آنے والے ایسے ہوں گے جن کو یہاں کی انتظامیہ نہیں جانتی اور وہاں کے لوگ جانتے ہیں۔ اس لئے حفاظتی نظام میں لازمی ہے کہ اس کو ایک عالمی نظام کا مظہر بنایا جائے۔ اس میں ہر قسم کے ایسے دوست شامل ہوں جو مختلف ملکوں سے آنے والے ہوں۔ اگر کسی بنگالی کا مسئلہ درپیش ہو تو کوئی بنگالی نظام کا حصہ لینے والا وہاں موجود ہو۔ اس کو بھیجا جا سکتا ہے وہ پتہ کرے کہ یہ کون صاحب ہیں۔ اگر کوئی افریقن ہے گھانا کے ہیں تو گھانا کے کچھ دوست اس نظام سے منسلک ہونے چاہئیں۔ پاکستان کے مختلف علاقوں سے کچھ نہ کچھ آنے والے مہمانوں کو تکلیف دی جا سکتی ہے کہ وہ اس نظام سے منسلک ہوں۔ ربوہ میں ہم یہی کیا کرتے تھے سارے پاکستان سے آنے والی جماعتوں' دنیا کا تو نہیں مگر سارے پاکستان سے آنے والی جماعتوں کو اس نظام میں ملوث کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سے خدا تعالیٰ کے فضل سے کہیں بھی کوئی آنے والا ہو اس کو پہچاننے والا کوئی نہ کوئی موجود ہوتا تھا۔

نظام جماعت کی جو سیکیورٹی ہے کیونکہ ساری جماعت اس میں حصہ دار ہے اس لئے اس کی کوئی مثال دنیا میں اور کہیں نہیں ملتی۔ ایک دفعہ ایک ایسے دوست سے میری گفتگو ہوئی جو یورپ امریکہ وغیرہ میں سیکیورٹی کے نظام جانتے تھے۔ ان کو جب میں نے نظام جماعت کی سیکیورٹی کا انتظام سمجھایا تو وہ حیران رہ گئے۔ انہوں نے کہا واقعتاً اس جماعت کے سوا دنیا میں کہیں یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ سارا Crowd جتنے بھی شامل ہونے والے ہوں وہ عملاً سیکیورٹی کے ممبر بن جاتے ہیں۔ ہر ایک کی آنکھیں کھلی ہیں۔ ہر ایک اپنے دائیں بائیں دیکھ رہا ہے اور یہ بات کسی اور دنیا کے نظام میں ممکن ہی نہیں خواہ بڑے سے بڑے پریذیڈنٹوں کی حفاظت ہو یا آنے والے مہمانوں کی ہو۔ یہ نظام کہیں اور جاری نہیں سوائے جماعت احمدیہ کے۔ اس نظام کو سمجھیں اور اپنے دماغ میں اور اپنے دل میں اس طرح سرایت کریں کہ آپ کی زندگی کا حصہ بن جائے۔ سیکیورٹی مائنڈڈ (Security Minded) ہونا ہر احمدی کا فرض ہے لیکن اخلاق فاضلہ کے ساتھ اس سیکیورٹی مائنڈڈ ہونے کو یعنی حفاظت کے لحاظ سے ذہنی طور پر باشعور ہونا۔ اس کو سیکیورٹی مائنڈڈ کہتے ہیں۔ لیکن اس کے ساتھ ہی ہرگز اخلاق کو اس پر قربان نہیں کرنا۔ یہ ایک امتزاج ہے جو (صاحب ایمان) کی شان ہے اور یہ امتزاج ایک بڑا چیلنج ہے۔ بعض لوگ سیکیورٹی کی وجہ سے بد اخلاق ہو جاتے ہیں اور بد تمیز ہو جاتے ہیں' دھکے دیتے ہیں دوسروں کو' ہٹو اس طرف سے نہیں آنا۔ بعض لوگ اور بھی زیادہ بچھ جاتے ہیں لیکن جو بچھنے والے ہیں وہ زیادہ بہتر کام کرتے ہیں۔ کیونکہ ان کے اخلاق سے متاثر ہو کر وہ شخص جو نظام کو توڑتا ہے وہ بھی کچھ آگے سے نرم ہو جاتا ہے اور بچھتا ہے۔ مگر جس کو آپ ڈنڈے دکھائیں' جس پر آپ زور چلائیں کہ ہم سیکیورٹی والے ہیں تم کون ہوتے ہو۔ وہ بد اخلاق ہو جائے گا۔ وہ بعض دفعہ ایسی باتیں بھی کرے گا جس کو سننا آپ کے لئے مشکل ہو گا۔ اور بعض دفعہ ایسے لوگ نظام کے قریب آتے آتے پھر دور بھی ہٹ جایا کرتے ہیں۔ چنانچہ مجھے اس سے واسطہ پڑتا ہے۔ بہت سے ایسے جانے والے ہیں یعنی انتظامات سے' خواہ یہاں سے جائیں یا امریکہ یا کینیڈا سے یا کسی اور ملک سے جرمنی وغیرہ سے واپس جائیں وہ اپنے تجربات میں مجھے شامل ضرور کرتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک ایسا نظام ہے جو دنیا میں کہیں اور رائج نہیں۔ کہ وہ شخص جو آخری طور پر ذمہ دار ہے اس کو سارے جاننے والے اپنے تاثرات لکھتے ہیں اور ان میں بد اخلاقی کے تاثرات بھی ہوتے ہیں' حسن خلق کے تاثرات بھی ہوتے ہیں' عظیم کردار کی مثالیں بھی دی جاتی ہیں۔ لیکن ایک اور چیز جو ہو رہی ہے وہ کرنے والے نہیں سمجھ رہے ہوتے کہ اس کی اطلاع مل جائے گی لیکن اس کی اطلاع ملتی ہے اور اس کے لئے ہمیں کسی انٹیلی جنس نظام کی ضرورت نہیں ہے۔ اب یہ جتنے واقعات ہیں' آپ سے بیان کئے ہیں' ان کو نہ نظام جماعت نے میرے سامنے رکھا' نہ کسی انٹیلی جنس نظام کو مقرر کرنے کی ضرورت پڑی۔ ہر احمدی اور بعض غیر احمدی بھی جانتے ہیں کہ براہ راست مجھے لکھنا چاہئے اور جہاں کہیں کوئی واقعہ گزر رہا ہے وہ مجھے چٹھی لکھتے ہیں اور چونکہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ اگر تفصیلی ہر چٹھی نہ بھی پڑھ سکوں اس کے بنیادی نکات لازماً میری نظر سے گزریں گے تو خدا کے فضل سے کوئی ایسا موقع نہیں ہوتا جو قابل ذکر ہو اور میرے علم میں نہ آیا ہو۔ اس طرح عمومی طور پر ساری جماعت کے سامنے ساری جماعت کے واقعات رکھ کر ان کی تربیت کا موقع مل جاتا ہے۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ (اللہ نے چاہا تو) لوگ ایسی مثالیں لے کے تو جائیں گے جسے وہ لوگوں میں بیان کریں گے اور جماعت کی نیک نامی کے چرچے ہوں گے لیکن بد خلقی کی کوئی مثال لے کر یہاں سے نہیں جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک عورتوں کا تعلق ہے یہ بات ایک بہت ضروری سمجھانے والی بات ہے کہ کچھ عورتیں مہمان کے طور پر آتی ہیں جن کے رہن سہن' جن کی طرز بود و باش پر ہمارا کوئی اختیار نہیں ہوتا۔ اور بعض ایسی بچیاں بھی آجاتی ہیں جنہوں نے نہ دوپٹہ پہنا ہوا' بال کٹائے ہوئے اور سنگھار پٹار کے ساتھ پورے کا پورا جوبن کے ساتھ نکلتی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض ایسی بھی ہوتی ہیں جن کا نظام جماعت کے ساتھ کوئی بھی تعلق نہیں' وہ بعض سہیلیوں کی درخواست پر آجاتی ہیں۔ اب ان کو اگر سختی سے سمجھائیں کہ بی بی یہ کام کرو' سر پر دوپٹہ رکھو' یہ کام نہ کرو' اس طرح سنگھار نہ کرو تو یہ خود اپنی ذات میں بد اخلاقی ہے اور ہم وہ جماعت تو نہیں ہیں جو خدا کے نام پر خدا کے ڈنڈے ہاتھوں میں پکڑ لیں۔ ہم تو ایک عاجزانہ فقیرانہ جماعت ہیں۔ خدا کے کام خدا کے سپرد ہیں مگر حکمت کے ساتھ' محبت کے ساتھ سمجھانا ہمارا کام ہے۔ پس ایسی خواتین جو اگر افغانستان میں ہوتیں تو شاید ان پر ڈنڈے پڑتے یا پتھراؤ ہو جاتا۔ وہ جب یہاں آئیں گی تو ہرگز ڈنڈے پڑیں گے نہ پتھراؤ ہو گا' نہ مردوں کو اجازت ہے کہ ان سے بات کریں۔ ان کو چاہئے کہ ان کو Mark کریں اور اپنے نظام کی معرفت لجنہ سے درخواست کرے کہ کچھ بیبیاں آپ کی ایسی دکھائی دے رہی ہیں آپ ان کو پیار سے سمجھائیں۔ اور اب جو میں خطبے میں ذکر کر رہا ہوں تو لجنہ کی ذمہ دار عورتیں بھی سن رہی ہیں اور ان ساری خواتین کو علم ہو گا میں کیا کہنا چاہتا ہوں۔ دو باتوں کی آپ حفاظت کریں۔ اول تو یہ کہ جو بہت ہی زیادہ کھلے بدن والی اور لباس والی ہیں ان کو جلسے پر دعوت نہ ہی دیں۔ کیونکہ آنے والے نہیں جانتے کہ یہ احمدی ہے یا غیر احمدی ہے۔ آنے والے بہت سے ایسے ہیں جو بالکل بے خبر ہیں ہمارے نظام سے' ان کے ہاں اگر ایک بھی ایسی نکل آئے تو وہ ساری عمر کے لئے ہمیں طعنے دیں گے بلکہ جماعت کے مختلف ملکوں سے آنے والے بھی اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں اور بسا اوقات مجھے جا کر لکھتے ہیں کہ ہم مثلاً عرب احمدی ہیں خدا کے فضل کے ساتھ ہمارا مونہہ کا پردہ تو نہیں مگر بچیاں اپنے آپ کو سنبھالے ہوئے تھیں' کوئی سنگھار وغیرہ نہیں کیا ہوا لیکن ہم نے وہاں ایسی عورتیں دیکھی ہیں جو اس طرح بال کٹائے ہوئے' سر سے پردے ہٹائے ہوئے اور ہر قسم کے سنگھار کے ساتھ گویا یہ تو نہیں کہا کہ دعوت دیتی ہیں مگر کہا کہ گویا وہ دعوت دیتی ہیں۔ اب میرے لئے شرمندگی کے سوا تو اور اس میں کچھ نہیں تھا مگر ان کو میں نے ساتھ یہ بھی سمجھایا کہ آپ کو کیسے پتہ لگا کہ وہ احمدی خواتین تھیں۔ اور اگر تھیں تو کیا دنیا میں ہر قسم کے لوگ شامل نہیں ہوتے۔ آپ اپنی بیویوں کو' اپنی بہنوں کو' اپنی بچیوں کو کہہ سکتے تھے کہ ان سے ملیں اور پیار کے ساتھ ان کو سمجھائیں۔ تو ٹھوکر کھانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے اور ٹھوکر لگانا بھی ایک جرم ہو جاتا ہے۔ تو آنے والے خاص طور پر اس بات کو پیش نظر رکھیں کہ خواہ مخواہ ٹھوکریں نہ کھاتے پھریں۔ یہ جلسہ ایمان کو بڑھانے کے لئے منایا جا رہا ہے اس میں ہر قسم کے لوگ آتے ہیں۔ کئی ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو ٹھوکر کا سامان کرنے والے ہیں مگر اپنے نفس کی حفاظت کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ چنانچہ (کلام الٰہی) ایسے لوگوں کی مثالیں دیتا ہے کہ قیامت کے دن وہ کہیں گے کہ اے خدا ان لوگوں نے ہمیں ٹھوکر لگائی' اس نے ہمیں ٹھوکر لگائی' فلاں کی وجہ سے ہم اس غلطی میں مبتلا ہوئے۔ خدا تعالیٰ ان کو یہ جواب دے گا یا فرشتے اس کی طرف سے ان کو جواب دیں گے کہ تم نے ٹھوکر کھائی کیوں؟ (-) کوئی جان بھی کسی جان کی ذمہ دار قرار نہیں دی جائے گی۔ ہم نے تو ایک ایسے دن میں حاضر ہونا ہے جس میں ہر شخص کا انفرادی حساب رکھا جائے گا اور انفرادی حساب کیا جائے گا۔ ایسی صورت میں آپ کے لئے ٹھوکر کھا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جانا بھی ایک ایسی ٹھوکر ہے جس کے آپ ذمہ دار ہیں۔ تو آپ ہرگز یہ نہیں کہہ سکتے 'فلاں خاندان کا بچہ تھا اس نے یہ حرکت کی' فلاں جماعت کی یا کردار کی عورت تھی اس نے یہ حرکت کی اس لئے ہم مجبور ہیں۔ ہم جماعت سے پیچھے ہٹتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا۔ ٹھوکر کھانے کی اجازت نہیں۔ لیکن ٹھوکر لگانے والوں کے لئے ایک اور مضمون ہے۔ حضرت (بانی سلسلہ) فرماتے ہیں کہ وہ شخص جس سے ایک شخص کو ٹھوکر لگے' بہتر تھا کہ وہ نہ پیدا ہوتا۔ پس جہاں تک ٹھوکر لگانے کا مسئلہ ہے اس کا جرم اور بھی زیادہ سخت ہو جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ خواہ وہ مقامی دوست ہوں خواہ باہر سے آنے والے ہوں اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں کہ ایسے جلسے میں شرکت کر رہے ہیں جس کی کوئی مثال دنیا میں نہیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں میں خواہ مخواہ اپنی جماعت کو گویا کہ بڑھانے کے لئے اس کی تعریف کی خاطر نہیں کہہ رہا۔ بہت باریکی سے میں نے جلسے کے ہر انتظام کو اور شامل ہونے والوں کے اعلیٰ اخلاق کو دیکھا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ایسا جلسہ دنیا میں کبھی کہیں نہیں ہوتا' نہ ہو سکتا ہے۔ اور آنے والے خود یہی کہا کرتے ہیں۔ جتنے مختلف ملکوں سے آنے والے ہیں وہ مجھے یہ بتاتے ہیں' کہتے ہیں کہ ہم نے تو ایسی چیز کبھی نہیں دیکھی۔ خود انگلستان کے باشندے جو کسی انتظام کے ساتھ ملوث ہوتے ہیں وہ یہ کہہ کر جاتے ہیں کہ ایسا جلسہ ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ اور نہ ایسے آنے والوں کے مونہہ دیکھے ہیں۔ بعض لوگوں نے تو یہاں تک کہا کہ لمبا تجربہ رکھنے والوں نے کہ دنیا کے ہر ملک سے یا بڑے بڑے ممالک سے لوگ آئے لیکن ہر ایک کا کردار ایک تھا۔ پس یہ جو مرکزیت ہے یہ توحید کی نشانی' انہوں نے توحید تو استعمال نہیں کیا لیکن مقصد ان کا یہ تھا جس چیز نے ان کو متاثر کیا وہ یہ تھی' توحید تھی۔ توحید ایک آسمان پر ہے اور ایک زمین پر ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ کی جماعت کو یہ توفیق ملی ہے کہ دنیا میں مختلف جگہوں سے اور مختلف زبانیں بولنے والے مختلف رنگوں والے یہاں اکٹھے ہو رہے ہیں اور ہر ایک کا مرکزی کردار ایک ہے۔ ان کا چلنا پھرنا اس کے اندر ایک وقار ہے' اس کے اندر ایک شرافت ہے۔ اس کے دیکھنے کی طرز' اس کا ہر پہلو اپنے اندر ایک نمایاں ایک ایسی مثال رکھتا ہے جو باہر دکھائی نہیں دیتی۔ پس اس بات کو آپ نے قائم رکھنا ہے اپنی مرکزیت کو۔ یعنی اللہ کے نیچے اگر انسان ایک ہو سکتا ہے تو وہ جماعت احمدیہ کے ذریعہ ہو گا۔ اور یہ اس جلسے کی سب سے بڑی خوبی ہوتی ہے۔ ہر طرف سے آنے والا ایک دوسرے کو گلے مل رہا ہے۔ کبھی آپ نے یہ نہیں سوچا ہو گا کہ کسی افریقن سے گلے ملیں تو آپ اس کے رنگ دیکھ رہے ہوں اور وہ آپ کی پاکستانیت دیکھ رہا ہو۔ یہ سارے چہرے' بدن نظروں سے غائب ہو جاتے ہیں' محض روحیں دکھائی دیتی ہیں۔ ہزاروں آدمیوں سے ملاقات کرتا ہوں لیکن میرے ذہن میں کسی خیال کے گوشے میں بھی یہ بات نہیں آئی کہ یہ فلاں ملک کا ہے۔ اس کا ملک کا ہونا ایک تعارف کے طور پر تو ہے لیکن اس سے ملتے وقت صرف وہ پاکیزہ روح دکھائی دیتی ہے جو خدا کی بنائی ہوئی روح ہے۔ اور یاد رکھیں کہ روح کا کوئی رنگ نہیں ہوا کرتا۔ روح کا کوئی بدن نہیں' کوئی شکل نہیں۔ روح ہر انسان کی ایک ہے۔ اور اس ایک روح کا جب ہم سب روحوں کی اکٹھی بات کرتے ہیں تو اس ایک روح کا عالمیت اختیار کر جانا اور توحید سے نیچے واقعتاً ایک ہو جانا یہ توحید کی علمبرداری ہے۔ ورنہ (نعروں) سے توحید کی علمبرداری نہیں ہوتی۔ آپ بحیثیت جماعت توحید کے علمبردار اس وقت بنیں گے جب آپ دنیا میں خدا کے نیچے خدا کی روحوں کو ایک کر دیں گے اور ان کے رنگ اڑا دیں گے' ان کی نسلیں جو خواہ مخواہ چمٹی ہوئی ہیں وہ ان کے ساتھ اس طرح مل مل کے اتاریں گے جس طرح مائیں بچوں کی میل اتارتی ہیں۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کام ہمیں کرنا ہے۔ بہت سے ملکوں میں ان روحوں کے ساتھ کچھ گندگیاں لپٹ گئی ہیں' کچھ کپڑے چمٹے ہوئے ہیں' کچھ رنگ چمٹے ہوئے ہیں جو روحوں کے اپنے نہیں ہیں۔ اگر انگلستان میں کسی شخص کو اپنی روح سفید دکھائی دے رہی ہے تو اس کی بیوقوفی ہے۔ اس کا رنگ سفید ہو گا' اس کی روح کا تو وہی رنگ ہے جو افریقن روحوں کا ہے یا چینی روحوں کا ہے یا جاپانی روحوں کا ہے۔ روح ایک ہی چیز ہے اور یہی روحیں ہیں جو واپس لوٹیں گی۔ یہی روحیں ہیں جو اپنے خدا کے حضور حاضر ہوں گی۔ کیونکہ ان روحوں کے ساتھ پلیدگیاں مل دی گئی ہیں' آلودہ کر دیا گیا ہے ان کو' اس لئے جماعت کے کاموں میں سے ایک بڑا کام یہ ہے کہ ان سب روحوں کو صاف کر کے بے ملک بنا دیں' بے نسل بنا دیں اور بے رنگ بنا دیں' ان معنوں میں کہ جو رنگ رہ جائے وہ صرف اللہ کا رنگ ہو گا۔ روح جیسے اللہ سے ایک تعلق رکھتی ہے ویسے ہی دنیا میں ہماری روحیں خدا سے متعلق ہو کر اس کی توحید کا مظہر بن جائیں۔ یہ وہ پیغام ہے جو میں گزشتہ کچھ عرصہ سے جماعتوں کو بار بار دے رہا ہوں۔ جہاں بھی میں دورے پر جاتا ہوں وہاں اس بات پر اصرار کرتا ہوں کہ اپنی روحوں کو عالمی روح بناؤ اور روح ہے ہی عالمی۔ خدا نے اسے عالمی بنایا تھا۔ انسانوں نے اس کو ملوث کر دیا' انسانوں نے اسے گندا کر دیا' انسانوں نے اسے شخصیتیں عطا کیں جو اس کی شخصیت نہیں ہیں۔ روح تو اللہ کے لئے صاف ہو جانے کا نام ہے اور پھر خدا کے رنگ ایسی روح پر چڑھتے ہیں اور خدا کے رنگ عالمی ہیں۔ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ اللہ تعالیٰ کے رنگ کسی ایک ملک سے تعلق رکھنے والے ہوں۔ خدا کی تمام صفات عالمی ہیں اور وہ روحیں جن پر مقامی رنگ چڑھے ہوئے ہوں ان پر عالمی رنگ نہیں چڑھا کرتے اس لئے اس کو صاف کرنا بھی اس جلسے پر ہمارا کام ہے۔ آپ جب ایک دوسرے سے ملیں ایک دوسرے سے تعلق رکھیں تو اس مرکزی حیثیت کو کبھی نہ بھولیں۔ ہم سب ایک ہیں اور یہ ایک ہونا غیروں نے بھی محسوس کیا ہے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے۔ (۔) اسے اور بھی زیادہ چمکائیں۔ اس موقعہ پر بنگالی' پاکستانی' ہندوستانی' انگریز' جاپانی' چینی' امریکن یہ سارے نام باہر کے لیبل بن جائیں لیکن روحوں کے رنگ نہ بنیں۔ اور جیسا کہ (کلام الٰہی) فرماتا ہے کہ صرف تعارف کی حیثیت سے یہ نام لئے جائیں۔ مگر روحیں حقیقتاً نہ امریکن ہیں نہ جاپانی نہ چینی' جب وہ مریں گی تو ان کی ساری نیشنلٹیز' ساری دنیاوی شخصیات پیچھے رہ جائیں گی۔ وہ اکیلی ہی جائیں گی ان کے ساتھ کوئی بھی شخصیت وابستہ نہیں ہو گی۔ پس اس پہلو سے ان کو خدا کے رنگ دلانا یہ ہمارا کام ہے۔ اس کے علاوہ جو بہت سی باتیں تھیں مگر مختلف جلسوں پر کبھی ایک یاد آجاتی کبھی دوسری مگر ایک بات مجھے ہمیشہ یاد رہتی ہے اور وہ آخر پر میں ضرور کیا کرتا ہوں کہ عبادت کو ترجیح دیں' عبادت کو اہمیت دیں۔ جلسہ عبادت کرنے والوں کا جلسہ ہے۔ جلسہ اس مقصد کی خاطر ہے کہ خدا کے بندے خدا کے ہو جائیں جو عبادت کے بغیر ممکن نہیں۔ وہ جو روح والی بات میں کہہ رہا ہوں اس کو صاف کرنے کا ایک ہی طریق ہے۔ جب آپ عبادت پر زور دیتے ہیں تو آپ کا تعلق اللہ سے ہو جاتا ہے۔ پھر آپ نہ ٹھوکر لگانے والے رہتے ہیں' نہ ٹھوکر کھانے والے ہوتے ہیں۔ اور ایسے لوگ نمایاں طور پر دکھائی دیتے ہیں۔ میں جانتا ہوں ایسے لوگوں کو جن کے اوپر کسی پاکستانی نے زیادتی کی ہے وہ ہیں کہیں اور کے رہنے والے۔ وہ کبھی بھی یہ نہیں دیکھیں گے کہ پاکستانی نے ہم سے زیادتی کی ہے' پاکستانی ہیں ہی گندے لوگ۔ وہ یہ سمجھے گا کہ ایک احمدی نے مجھ سے زیادتی کی ہے اور وہ احمدی کی زیادتی کو ٹھیک کرنے کی کوشش کرے گا مگر دور نہیں ہٹے گا۔ ایسے موقع پر بعض لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم سے فلاں نے یہ زیادتی کی ہے اور ہم اس کو سمجھاتے ہیں مگر نفرت نہیں کرتے۔ آپ بھی ان کو سمجھائیں کہ وہ اپنے اخلاق کی حفاظت کریں۔ لیکن ایسا آدمی جماعت سے دور ہٹ نہیں سکتا۔ اس لئے نہیں ہٹ سکتا کہ وہ خدا کا ہو چکا ہوتا ہے۔ جو شخص بھی عبادت کے ذریعہ اپنے رب کا ہو جائے اسے دنیا کا کوئی انسان بھی دھکا دے کر باہر نہیں کر سکتا۔ یہ اس کی استقامت ہے۔ یعنی یہ وہ لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ (ہمارا رب) کہہ کر پھر استقامت اختیار کرتے ہیں۔ ایسے ہی لوگ ہیں جن پر فرشتے اترتے ہیں۔ ایسے ہی وہ لوگ ہیں جن پر اس دنیا میں بھی اگلی دنیا کے رموز کھولے جاتے ہیں۔ ان کو کہا جاتا ہے کہ ہم اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ ہیں' اس دنیا میں بھی تمہارے ساتھ رہیں گے۔ اور یہ لوگ ہر قسم کی ٹھوکر اور ابتلاء سے پاک ہو چکے ہوتے ہیں۔ کیونکہ جو اس دنیا میں رہتے ہوئے اس دنیا کا انسان بن جائے اسے کوئی دنیا کی چیز ٹھوکر نہیں لگا سکتی۔ اسے خدا سے دور کرنے کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہتا تبھی اس دنیا میں ان سے یہ باتیں شروع ہو جاتی ہیں کہ تم تو عالم بقا کے رہنے والے ہو۔ اب تم اس دنیا میں نہیں رہے کیونکہ تم نے استقامت دکھائی ہے اور استقامت کا یہی مفہوم ہے کہ خدا سے ان کو کبھی بھی دھکیل کر پرے نہیں کیا جا سکتا۔ دنیا جتنا چاہے زور لگائے' جتنے چاہے جھگڑ چلائے' ان کے قدم نہیں ڈگمگائیں گے۔ وہ ہمیشہ خدا کے رہیں گے۔ کیونکہ اللہ ان کا ہو جاتا ہے۔ اس دنیا میں بھی ان کا ہو جاتا ہے' ان سے کلام کرتا ہے۔ اگلی دنیا کی باتیں اس دنیا میں ان سے شروع ہو جاتی ہیں۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ آپ بھی اس پہلو سے اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ یہ استقامت دکھائیں گے اور دنیا میں یہ استقامت پیدا کرنے کی کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہمارا اصل مقصد تو یہی استقامت پیدا کرنا ہی ہے۔ ساری دنیا میں جماعت احمدیہ ایک خوشخبری دینے والی جماعت تب بن سکتی ہے اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں۔ اور اگر وہ اپنی ذات کو یہ خوشخبریاں دے کہ ہم خدا کے ہو چکے ہیں تو پھر ساری دنیا کو وہ خوشخبری دینے کے اہل بنیں گے۔ خدا کی نگاہ میں وہی نمائندہ ہیں' وہی توحید کے علمبردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان سب باتوں کی توفیق عطا فرمائے۔ جو باتیں کہنی چاہئے تھیں اور نہیں کہہ سکا پچھلے جمعوں میں یعنی گزشتہ سالوں کے جمعوں میں وہ کہتا رہا ہوں۔ جہاں تک آپ کا ذہن آپ کا ساتھ دے ان سب باتوں کو بھی یاد رکھیں اور اس جلسہ کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ انتہائی کامیاب جلسہ بنانے کی کوشش کریں۔

ارشادات حضرت امام جماعت الثانی

علمی مسائل

صالح علیہ السلام کی قوم شاکی ہے کہ ہم تو تیرے ذہن رسا اور خداداد طاقتوں کو دیکھ کر امید لگائے بیٹھے تھے کہ تو قوم کے لئے طاقت اور قوت کا موجب ہو گا لیکن تو تو الٹا قوم کو تباہ کرنے لگا ہے۔ مگر قوم نے یہ نہ خیال کیا کہ ان کی امیدیں جو صالح کے متعلق تھیں وہ تو پوری ہو گئیں۔ اور فی الواقع وہ قوم کے لئے مفید وجود بن گئے۔ لیکن ان کی امیدیں اپنی ذاتوں کے متعلق پوری نہ ہوئیں اور اس مفید تحریک سے جو صالح علیہ السلام کے ذریعے قائم ہوئی تھی وہ محروم رہ گئے۔ انسان بھی کس قدر کمزور ہے۔ وہ کبھی امید لگاتا ہے اور وہ امید پوری ہو جاتی ہے مگر عین اس وقت جب اس کی برسوں کی بلکہ اس کی قوم کی صدیوں کی امیدیں پوری ہونے لگتی ہیں وہ منہ موڑ کر چلا جاتا ہے اور جو چشمہ اس کے گھر سے پھوٹا تھا دوسرے اس سے سیراب ہوتے ہیں۔ یہی نظارہ پھر اس وقت ظاہر ہو رہا ہے۔......... استھانا کیا تو ہمیں باپ دادوں کے طریق عبادت سے روکتا ہے یعنی ہم تو سمجھتے تھے تو باپ دادا کی عزت کو بلند کرے گا مگر تو تو الٹا ان کی جڑیں کاٹنے لگ گیا ہے جب انسان کے اندر بیماری ہو تو اس کے منہ کا مزا بگڑ جاتا ہے۔ چونکہ ان لوگوں کے دل خراب ہو گئے تھے وہی تعلیم جو شکوک کو دور کرنے کے لئے آئی تھی اسی کی نسبت کہتے ہیں کہ ہمارے دل اس کی وجہ سے شکوک سے بھر گئے ہیں۔

حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا یہ کہنا کہ ہمیں تو تجھ پر بہت سی امیدیں تھیں صرف لالچ

باقی صفحہ 7 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محمود احمد اشرف استاذ الجامعہ

کلاس روم میں تدریس اور استاد کا کردار

رسمی تدریس کے متعلق عام طور پر اور خصوصاً ہمارے ملک میں یہ سمجھا جاتا ہے کہ استاد کلاس روم میں آئے اور اپنا لیکچر تقریر کی شکل میں چالیس پچاس منٹ میں دے' طلباء اپنے اپنے انداز میں اس کے نوٹس لیں اور ایک خاص مدت کے بعد طلباء کا ایک تحریری امتحان لے لیا جائے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے طریق تعلیم میں تبدیلی اور ترقی کرنے کی کوئی منظم کوشش نہیں کی ہے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ فیل ہونے والے طلباء کی شرح قریباً ستر فیصد ہے۔ اور یاد رہے کہ ہمارے ملک میں کامیابی کے لئے نمبروں کا تناسب 33 فیصد مقرر ہے۔ نظام تعلیم' نصاب اور طریق تدریس پر بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ زیر نظر مضمون میں اس مضمون کے ایک حصہ پر جو کلاس روم میں تدریس سے متعلق ہے کچھ کہنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یہ اگرچہ نظام تعلیم کا ایک حصہ ہے مگر یہ کہنا ہرگز غلط نہیں ہو گا کہ یہ سب سے اہم حصہ ہے۔ نصاب میں کسی کمی یا سقم کے ایسے غلط نتائج برآمد نہیں ہوں گے جو غلط نتائج غلط طریق تدریس سے برآمد ہوتے ہیں یا استاد کے کردار کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور ادا نہ کرنے سے پیدا ہوتے ہیں۔

کلاس روم میں تدریس کے متعلق بالعموم ہمارا نقطہ نظر اور اساتذہ کا تصور بے حد محدود ہے۔ یہ غلط فہمی عام پائی جاتی ہے کہ استاد کا کام طلباء کو ہر روز آکر لیکچر دے دینا ہے۔ کلاس میں جا کر روزانہ کا سبق اس طرح پڑھا دینا کہ اس کے پیچھے کوئی منصوبہ بندی' کوئی صحیح تکنیک اور کوئی منظم محنت نہ ہو ایسی ہی بات ہے جیسے روزانہ کلاس روم میں ایک ٹیپ ریکارڈ لگا کر کوئی تقریر سن لی جائے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب تو ویڈیو وغیرہ کے ذریعہ بہت بہتر رنگ میں استاد کے بغیر بھی تدریس ہو سکتی ہے۔ لیکن یہ بہرحال طے ہے کہ اگر استاد اپنا کردار ادا کرے تو اس کا کوئی متبادل نہیں ہو سکتا تدریس کے دوران اگر استاد یہ فرض کر لے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ تمام طلباء غور سے سن رہے ہیں تو یہ عموماً ایک غلط مفروضہ ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ توجہ کا ارتکاز بڑی محنت اور تیکنیک کا استعمال چاہتا ہے۔ طالب علم کی عمر جتنی کم ہوتی ہے اس کی توجہ حاصل کرنا اتنا ہی دشوار ہوتا ہے۔ پس استاد کی بڑی اہم ذمہ داری یہ ہے کہ وہ کیسے تمام طلباء کی زیادہ سے زیادہ توجہ اپنے کام کی طرف منتقل کر سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک بہت ہی مفید طریق یہ ہو سکتا ہے کہ استاد تدریس کے وقت کو مختلف حصوں میں تقسیم کر کے ان میں مختلف قسم کے کام رکھے۔ مثلاً مضمون کا تعارف؛ طلباء سے سوالات کرنا؛ طلباء کو خاموشی سے پڑھنے کے لئے کچھ کہنا' ایک طالب علم کو بلند آواز سے پڑھنے کے لئے کہنا' خود اونچی آواز سے پڑھنا' طلباء کو یاد کرنے کے لئے کچھ دینا' تحریری کام دینا' استاد کے پیچھے دہرانا' تختہ سیاہ کو استعمال کرنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر استاد اپنے مضمون کی نوعیت کے لحاظ سے تدریس کو پہلے سے ایسے مختلف حصوں میں تقسیم کر کے طلباء کی توجہ اپنے سبق کی طرف زیادہ سے زیادہ مبذول کر سکتا ہے۔ اور نتیجتاً کم وقت میں زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ وجہ اس کی بڑی واضح ہے کہ انسانی دماغ کے لئے زیادہ وقت کے لئے ایک ہی چیز پر توجہ مرکوز رکھنا مشکل ہوتا ہے۔ پس اگر تدریس کو کئی ایسے مستقل حصوں میں تقسیم کر دیا جائے تو ذہن اسے آسانی سے قبول کر لیتا ہے اور طلباء بوریت سے بچ جاتے ہیں۔ چالیس پچاس منٹ کے ایک پیریڈ کے کئی حصے پہلے سے استاد کے ذہن میں ہونے چاہئیں اور اسے یہ علم ہونا چاہئے کہ اس پر معین طور پر کتنا کتنا وقت صرف ہو گا۔ اسی طرح ایک ہفتے کو بھی باقاعدہ کئی حصوں میں تقسیم کر کے پڑھائی سے نہ صرف زیادہ فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے بلکہ اسے دلچسپ بھی بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن یہ کام بھی ایک باقاعدہ ٹائم ٹیبل اور منصوبہ بندی کو چاہتا ہے۔ جو روٹین ایک دفعہ آپ کاغذ پر تیار کر لیں پھر اسے جاری رکھیں اور طلباء کو پہلے سے اس کا علم ہو اور وہ ذہنی اور عملی طور پر اس کے لئے تیار ہوں۔ ورنہ محض یہ اصول ذہن میں رکھنے اور کبھی کبھار اس پر عمل کر لینے سے پورا فائدہ نہیں ہو سکتا۔

کلاس روم میں تمام طلباء کی ہمہ وقت توجہ کا حصول بڑا مشکل کام ہے اور میرا خیال ہے کہ اچھے سے اچھا استاد بھی سو فیصد اس مقصد کے حصول میں کامیاب نہیں ہوتا۔ بہرحال کوشش کی جائے تو بڑی حد تک کامیابی ہو سکتی ہے۔ اس کے لئے بعض چھوٹی چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھنا پڑتا ہے۔ مثلاً ایک ضروری بات یہ ہے کہ استاد خود کلاس میں تدریس کے دوران کسی بے تعلق' غیر ضروری اور لغو بات کی طرف توجہ نہ کرے ورنہ یہی ذہنی رویہ طلباء میں بھی منتقل ہو جائے گا۔ مثلاً تدریس کے دوران مددگار کارکن آپ کو ایک خط دے کر جاتا ہے۔ آپ صرف یہ چاہتے ہیں کہ کھول کر دیکھ لیں کس کا خط ہے۔ ایسا کرنے سے بھی طلباء کی توجہ منتشر ہو گی لہٰذا میرے خیال کے مطابق اس سے بھی گریز کرنا چاہئے۔ اسی طرح استاد اگر اپنی علمیت میں غرق ہو کر پڑھا رہا ہے اور ساتھ ساتھ عادتاً ایک ٹانگ ہلا رہا ہے تو اس سے بھی طالب علم کی توجہ بٹنے کا امکان ہے۔ بات دراصل یہ ہے کہ اگر استاد پورے طور پر اپنے مضمون اور طلباء کے ساتھ ہے تو بالعموم ایسی غیر ضروری حرکات اس سے سرزد ہی نہیں ہوتیں لیکن اگر استاد محض رسمی طور پر پڑھا رہا ہے اور پوری شعوری کوشش کے ساتھ طلباء کو ساتھ لے کر نہیں چل رہا تو پھر بے توجہگی کا یہ رویہ غیر محسوس طور پر طلباء میں ضرور منتقل ہوتا ہے۔ لیکن اگر استاد اپنے مضمون میں اس طرح ڈوب کر پڑھائے کہ اس کی اپنے طلباء پر بھی پوری نظر ہو تو پھر ارتکاز توجہ خوب ہو سکتی ہے۔ استاد کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دوران تدریس تمام طلباء کا انفرادی اور ہمہ وقتی جائزہ لیتا رہے۔ طلباء کے چہرے کے تاثرات اور حرکات و سکنات وغیرہ سے ان کی ذہنی کیفیت کا اندازہ کرنا کچھ مشکل کام نہیں ہے لیکن طلباء کو اس سے بہت فائدہ ہوتا ہے اور ہر طالب علم ذہنی طور پر بھی کلاس میں حاضر رہتا ہے۔ استاد کلاس کے نظم و ضبط کو بھی صرف اپنی نظر سے قائم رکھ سکتا ہے۔ اگرچہ اس کے لئے ضروری ہے کہ کلاس میں پندرہ بیس سے زیادہ طلباء نہ ہوں یا پھر استاد غیر معمولی طور پر انفرادی نظر رکھنے کی عادت کو ترقی دے۔ استاد کی نظر کو ٹارچ کی روشنی کی طرح ہر طالب علم پر باری باری پڑنا چاہئے۔ اگر استاد کو اس کی مشق ہو تو وہ طلباء کی توجہ بڑی کامیابی سے حاصل کر سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ محض اپنی علمیت میں مستغرق ہے تو چند محنتی طلباء اپنے احساس ذمہ داری کی وجہ سے کچھ فائدہ تو اٹھا لیں گے مگر باقی طلباء کسی اور سوچ میں غرق ہوں گے۔ بظاہر وہ استاد کی طرف ہمہ تن گوش بھی ہوں تو ان کا ذہن کہیں اور ہو سکتا ہے۔ پس استاد کا باری باری سب طلباء پر نظر ڈالنا انہیں اپنی سوچوں سے نکالنے میں بڑا ممد ہوتا ہے۔ یہاں یہ بھی کہنا ضروری ہے کہ محض دیکھنا مراد نہیں بلکہ انفرادی توجہ کے ساتھ نظر ڈالنا مراد ہے۔ یعنی جب استاد ایک طالب علم کو دیکھے تو کسی قدر اس کی ذہنی کیفیت کا اندازہ اسے ہونا چاہئے۔

توجہ کو منتشر کرنے والی ایک اور اہم بات طلباء کے انفرادی سوالات پر غیر ضروری توجہ دینا ہے۔ اول تو استاد کو بات اتنی وضاحت کے ساتھ کرنی چاہئے کہ کوئی ابہام باقی ہی نہ رہے سوائے اس کے استاد خود اپنی مرضی سے بعض سوالات طلباء کے ذہن میں پیدا کرنا چاہے۔ بصورت دیگر بات بات پر لغو سوالات اٹھائے جا سکتے ہیں لہٰذا استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے سبق کے مرکزی نکات سے باہر سوالات کی حوصلہ افزائی نہ کرے جبکہ وہ خود اس کی وضاحت کر رہا ہو۔ وجہ اس کی بنیادی طور پر یہ ہے کہ کوئی طالب علم ایک ایسا سوال کر دیتا ہے جو باقی طلباء کو پورے طور پر سمجھ ہی نہ آیا ہو اور استاد اس طالب علم کو سمجھانے میں الجھ جائے تو باقی کلاس کا وقت ضائع ہونے کا امکان ہے۔ ہاں اگر سوال ضروری ہے اور اچھا ہے تو پھر پوری طرح سے پہلے سوال کو واضح کر کے اس کی وضاحت کرنی چاہئے۔ انفرادی سوالات کی حوصلہ شکنی سے اگر علمی بحث کے شوق پر منفی اثر پڑتا ہو تو طلباء کو انفرادی طور پر الگ وقت دیا جا سکتا ہے۔ تدریس کے دوران غیر ضروری سوالات کا کوئی وقت نہیں ہوتا بشرطیکہ استاد پوری تیاری کے ساتھ سبق پڑھا رہا ہو۔ لیکن اگر خود اس کے ذہن میں بعض باتیں واضح نہیں ہیں تو پھر وقت ضرور ضائع ہو گا۔ صرف سوالات ہی نہیں بلکہ استاد کو انفرادی طور پر ایک طالب علم کو کلاس میں عموماً وقت نہیں دینا چاہئے سوائے اس کے بہت ہی ضروری ہو۔ ورنہ ایک طالب علم کو ایک منٹ دینے کا مطلب یہ ہو گا کہ باقی مثلاً 24 طلباء کے چوبیس منٹ ضائع ہو گئے۔ البتہ اگر باقی سب طلباء اگر کسی مشق وغیرہ کے کرنے میں مصروف ہیں تو یہ وقت انفرادی طور پر بھی دیا جا سکتا ہے بلکہ ضرور دینا چاہئے۔ اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو اساتذہ طلباء کا تحریری کام کلاس روم میں چیک کرنا شروع کر دیتے ہیں وہ کس قدر غلطی کا شکار ہیں۔ بعض استاد ایک طالب علم کو کوئی چیز بلند آواز میں پڑھنے کے لئے کہہ دیتے ہیں یہ طریق بھی اس وقت درست ہو سکتا ہے جب باقی طلباء کو کسی نہ کسی طرح اس میں ذہنی طور پر شامل کیا جائے مثلاً پہلے سے کچھ سوالات انہیں دے دیئے جائیں اور ان سے کہا جائے کہ اس حصے کو سننے کے بعد آپ نے ان سوالات کا جواب دینا ہو گا۔ بصورت دیگر ایک طالب علم کے پڑھنے سے باقی کی توجہ مرکوز ہونا مشکل ہوتا ہے۔

طلباء پر استاد اکثر جو بدظنی کر بیٹھتے ہیں وہ یہ ہے کہ طلباء پڑھائی میں ذرہ دلچسپی نہیں لیتے۔ اس کے برعکس حقیقت یہ ہے کہ نالائق سے نالائق طالب علم بھی اگر واقعی کچھ سمجھ جائے اور سیکھ جائے تو خوشی محسوس کرتا ہے۔ یہ وہ نکتہ ہے جس پر استاد کی نظر رہنی چاہئے۔ جب طالب علم کچھ نہیں سیکھ رہا ہوتا تو بوریت کا شکار ہو کر عدم دلچسپی کا اظہار کرتا ہے۔ نہ سیکھنے والے والے طالب علم کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اس لئے رک جائے کہ اگلا سٹیپ (Step) اس کے لئے اتنا اونچا ہے کہ وہ چڑھ نہیں سکتا۔ اگر استاد طالب علم کے لئے بات کو آسان تر اور سادہ تر بنا کر پیش کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے تو وہ ان طلباء کو بھی چلا سکتا ہے جو ایک مشکل سٹیپ پر آکر رک گئے ہیں۔ اور خود سیکھنے کی لذت سے محروم ہیں۔ خود سمجھنا اور سیکھنا انسان میں فتح کے ایک احساس کو پیدا کرتا ہے جو بڑا تقویت بخش ہوتا ہے۔ اور بغیر سمجھے کسی چیز کو رٹنا ایک ایسی غلامانہ مشقت ہے جو بوریت پیدا کرتی ہے۔ ہمارے ہاں طریق تدریس کی بڑی خرابیوں میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ ہمارا طالب علم سیکھنے کے عمل میں اس احساس فتح سے محروم ہے اور ایک اکتاہٹ کا شکار ہے۔ حالانکہ وہ بنیادی طور پر محنت سے پڑھنے کی خواہش رکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خود ہمارے ملک کے طلباء بیرونی ممالک میں جا کر عموماً بہت اچھی تعلیمی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ پس اگر استاد طالب علم پر یہ بدظنی کرنے سے بچ سکے کہ یہ پڑھنا ہی نہیں چاہتا تو یہ ایک بہت مثبت بات ہو گی۔ اس کے بعد اگر وہ طالب علم کے لئے راستے کو مختلف طرح سے آسان کر دے تو طلباء خاطر خواہ ترقی کر سکتے ہیں۔ سیکھنے کا اعتماد اور اس سے حاصل ہونے والے لطف سے طالب علم کو آگاہ کر دینا شاید استاد کا سب سے اہم کردار ہے جو وہ ادا کر سکتا ہے۔

بہرحال طالب علم کی اتنی تفصیلی رہنمائی ایک تفصیلی جائزے کو چاہتی ہے۔ اگر استاد کے لئے اتنی محنت کرنا ممکن نہ بھی ہو تو پھر بھی ہفتہ وار جائزوں کی کئی شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

بابری مسجد کا تنازعہ

بھارت میں تاریخی بابری مسجد کو بھارتیہ جنتا پارٹی کی پشت پناہی سے 1992ء میں مسمار کردیا گیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں بھارت میں مسلمانوں میں سخت اشتعال پیدا ہوا اور بھارت کے قیام کی 50 سالہ تاریخ میں سب سے بدترین ہندو مسلم فسادات ہوئے جس میں دو ہزار افراد مارے گئے اور یہ فسادات کئی ہفتے جاری رہے۔ دراصل یہ ساری سکیم بھارتیہ جنتا پارٹی نے اس لئے بنائی تھی کہ اسے انتخابات میں ہندوؤں کی اکثریتی ووٹ حاصل ہو سکیں لیکن اس کا یہ خواب پورا نہ ہو سکا لیکن پارٹی اس مسئلہ کی آڑ لے کر ایک دفعہ پھر 1992ء والی خونریزی کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ اور اس کی طرف سے یہ دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ کہ جس جگہ انہوں نے مسجد شہید کی تھی اس جگہ اب وہ رام مندر تعمیر کریں گے۔ اور اسے انتخابی ایشو بنائیں گے۔ دراصل گجرال حکومت کے ٹوٹنے کے آثار پیدا ہو چکے ہیں کیونکہ کانگرس ایک دفعہ پھر اس کی حمایت سے دست بردار ہونے کے لئے پر تول رہی ہے۔ جس کے نتیجہ میں نئے انتخابات کا واقع ہو جانا کوئی بعید نہیں۔ اس لئے جنتا پارٹی نے ایک دفعہ پھر مسلمانوں کے خلاف جذبات بھڑکا کر ہندو ووٹروں کی اکثریت کو اپنے ساتھ ملانے کی کوششیں شروع کر دی ہیں اور یہ سازش اسی کا ایک حصہ ہے۔

یہ مسجد بھارت کے صوبہ اترپردیش میں واقع ہے۔ اس صوبے کے نئے وزیر اعلیٰ کلیان سنگھ نے بابری مسجد کے کھنڈرات پر ہندوؤں کے دیوتا رام کے نام پر اس جگہ مندر کی تعمیر کا اعلان کیا ہے اور انہوں نے اس جگہ پر پوجاپاٹ بھی کی۔ جس پر پھر مسلمانوں میں اشتعال پیدا ہو گیا اور صوبے کے مسلمان وزیر نے اعلان کیا کہ وہ مسجد کی جگہ پر جا کر نماز ادا کریں گے۔ جس سے فسادات کا خطرہ بڑھ گیا ہے۔

وزیراعظم اندر کمار گجرال کی مخلوط حکومت نے بھارتیہ جنتا پارٹی کو متنبہ کیا ہے کہ وہ بابری مسجد کی جگہ مندر تعمیر کرنے سے باز رہے۔ لیکن اس قسم کی تنبیہ تو 1992ء میں کانگریس کے سابق وزیراعظم نرسیمارائو بھی کرتے رہے لیکن وہ مسجد کی شہادت کو نہ روک سکے۔ جو کہ اتنے بڑے فسادات کا موجب بنی۔ اب بھی حالات اسی نہج پر جارہے ہیں اور اگر بھارتیہ جنتا پارٹی نے اپنی سکیموں کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کی تو صورت حالات خطرناک ہونے میں دیر نہیں لگے گی۔

○○○

بنگلہ دیش کا سمندری طوفان

یوں تو بنگلہ دیش کے سمندر کے قریب واقع علاقوں میں سمندری طوفان آتے ہی رہتے ہیں لیکن اس دفعہ جو سمندری طوفان آیا ہے وہ کچھ زیادہ ہی تباہ کن ثابت ہوا ہے۔ ساحلی علاقوں میں سو کے قریب افراد ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ سینکڑوں افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ ساحلی علاقوں میں ہزاروں مکانات بھی طوفان کی نذر ہو گئے۔ کھلے سمندر میں جہاں ماہی گیر مچھلیاں پکڑنے کے لئے جاتے ہیں آٹھ سو ماہی گیر اس طوفان کی لپیٹ میں آگئے ہیں جن کا ابھی تک کچھ پتہ نہیں چل سکا کہ ان میں سے کتنے زندہ بچے ہیں۔ اس کے علاوہ ایک ہزار افراد ایسے ہیں جو کہ ابھی تک لاپتہ ہیں اور ان کے انجام کے متعلق بھی کچھ کہنا مشکل ہے حکومت نے ان علاقوں میں طوفان کی آمد سے پہلے ہی چار لاکھ پندرہ ہزار افراد کو محفوظ مقامات پر منتقل کر دیا تھا۔ اگر طوفان کی پیش از وقت اطلاع نہ ملتی تو نقصان بہت زیادہ بھی ہو سکتا تھا۔ بہرحال بنگلہ دیشی حکومت نے طوفان زدہ علاقوں میں امدادی کارروائیاں شروع کر دی ہیں اور غذائی امداد پہنچائی جارہی ہے اس کے علاوہ طبی امداد بھی بھیجی جارہی ہے۔ نشیبی علاقے اگرچہ پہلے ہی خالی کروالئے گئے تھے۔ تاہم ان میں پانی بھر گیا اور طوفان گزر جانے کے باوجود علاقے میں معمول کی زندگی بحال ہونے میں ابھی کافی دن لگیں گے۔

○○○

پاک بھارت مذاکرات کے لئے

خطرہ

اقوام متحدہ کے اجلاس سے پہلے بعض مبصرین اندازہ لگا رہے تھے کہ اس موقعہ پر مسٹر گجرال اور نواز شریف میں ہونے والی ملاقات اور اسی طرح صدر کلنٹن کی دونوں ملکوں کے وزرائے اعظم سے ہونے والی ملاقاتوں میں مسئلہ کشمیر کا کوئی نہ کوئی حل اگر ڈھونڈا نہ بھی جا سکا تو بھی اس مسئلے کے حل کے لئے ماحول سازگار ہو جائے گا۔ اس خوش فہمی کو اس بات سے بھی تقویت ملی تھی کہ امریکہ اور عالمی برادری نے بھی کشمیر کی متنازع حیثیت کو از سر نو تسلیم کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ تمام دنیا نے بھارت کی مقبوضہ کشمیر میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کا بھی نوٹس لیا۔ اور بھارت پر اس سلسلے میں دباؤ ڈالا۔ جس سے امید پیدا ہو گئی تھی کہ اس بار پاک بھارت مذاکرات کی بحالی کچھ نہ کچھ بار آور ضرور ثابت ہو گی۔

پھر نیویارک میں یہ ملاقاتیں بھی بخیر و خوبی اچھے ماحول میں ہو گئیں اور امریکہ اور پاکستان اور بھارت کے لیڈروں نے دیرپا امن کی نیک خواہشات کا بھی ذکر کیا۔ اس پر میاں نواز شریف کی طرف سے بھارت کو واضح طور پر عدم جارحیت کے معاہدے کی پیش کش بھی کر دی گئی۔

لیکن نیویارک سے واپس آکر مسٹر گجرال نے عجیب و غریب رویہ اختیار کیا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے تو مسٹر نواز شریف کی عدم جارحیت کی کسی قسم کی پیش کش کا علم نہیں۔ حالانکہ وہ میاں نواز شریف کی تقریر کے وقت بنفس نفیس اقوام متحدہ کے ہال میں موجود تھے۔ اسی وقت بھارت کے وزیر دفاع نے اپنے سیاچن کے دورے پر ایسی باتیں کہیں جن سے اسی سارے عمل کے ختم ہو جانے کا اندیشہ پیدا ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عدم جارحیت کی تجویز لایعنی ہے۔ دوسرے یہ کہ پاکستان کشمیر میں مداخلت کر رہا ہے اس لئے پاکستان اپنے مجاہدوں کی تربیت بند کر دے اور ان کو کنٹرول کرے۔ اور نیز یہ کہ کشمیر میں ساری دہشت گردی کی ذمہ داری پاکستانی ایجنسی آئی۔ ایس۔ آئی۔ پر ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ بھارت کے وزیر دفاع کو وزیراعظم گجرال کی اشیرباد حاصل ہے۔ کیونکہ وہ بھی ان باتوں کو پہلے دہرا چکے ہیں۔ ورنہ اگر بھارتی وزیراعظم کی امن دوستی اور مصالحت کی باتوں میں ذرہ بھر بھی صداقت ہے تو انہیں اپنے وزیر دفاع کو ایسی باتیں کرنے سے منع کرنا چاہئے جن سے امن مذاکرات کے متاثر ہونے کا خطرہ ہو۔

بہرحال اب یہ ضروری ہو گیا ہے کہ بھارت کے وزیراعظم اور ان کی حکمران پارٹی پہلے اپنے گھر میں کوئی آخری فیصلہ کرلیں کہ آیا انہوں نے امن مذاکرات میں نیک نیتی سے حصہ لینا ہے یا صرف وقت گزاری کرنی ہے۔

○○○

دھوئیں کے بادلوں کا ملائیشیا کی

معیشت پر اثر

انڈونیشیا کے علاقہ سماٹرا میں لگنے والی آگ جس سے دھوئیں کے بادل پیدا ہوئے اور جنہوں نے نہ صرف انڈونیشیا بلکہ ہمسایہ ممالک میں بھی ایک ایمرجنسی کی حالت پیدا کر دی ابھی تک بجھائی نہیں جا سکی اگرچہ دوسرے ملکوں سے آگ بجھانے کے لئے ٹیمیں بھی وہاں پہنچ گئی ہیں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ اس آگ کا اثر ابھی ایک دو ماہ تک جاری رہے گا۔ اور جب تک بارش نہ برسے اس سے اور اس سے پھیلنے والے دھوئیں کی چادر سے چھٹکارا مشکل ہو گا۔ اور محکمہ موسمیات کی پیش گوئیوں کے مطابق ابھی ایک دو ماہ تک بارش کا امکان نہیں ہے۔

بہرحال ملائشیا۔ برونائی۔ سنگاپور تو اس سے بہت زیادہ متاثر ہوئے تھے اور ملائشیا کی حکومت کو تو اپنے سب سے زیادہ متاثرہ صوبے میں ایمرجنسی کا اعلان کرنا پڑا تھا۔ انتہائی ضروری محکموں کے سوا باقی سب ادارے بند کر دئے گئے تھے۔ اور لوگ گھروں میں تقریباً بند ہو گئے تھے۔ بہرحال اب کچھ صورت بہتر ہو رہی ہے۔

اس سلسلے میں ملائشیا کے وزیراعظم انور ابراہیم نے کہا ہے کہ اس دھوئیں کی چادر سے ہماری اقتصادیات پر بھی اثر پڑا ہے۔ انہوں نے اس سلسلے میں ٹورازم کی مثال دی اور کہا کہ نہ صرف ساراوک میں ٹورازم ختم ہو گئی ہے بلکہ ملک کے دوسرے حصے بھی اسی وجہ سے اس انڈسٹری سے ہونے والی آمد سے محروم ہو گئے ہیں۔ کارخانوں کی پیداواری صلاحیت پر بھی برا اثر پڑا ہے۔ انہوں نے ساراوک میں اس سلسلے میں لگائی جانے والی ایمرجنسی کا بھی اعلان کیا۔ اور یہ بھی اعلان کیا کہ جو کارخانے اس سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں حکومت ان کی مدد کرے گی۔

بقیہ صفحہ 5

حاضری صرف اس لئے لی جاتی ہے کہ طالب علم جسمانی طور پر کلاس میں موجود ہے۔ ایسی ہی حاضری وہ ان تمام کاموں کے لئے لے سکتا ہے جو طلباء کو کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔ ہفتہ وار ٹیسٹ بھی لئے جا سکتے ہیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ ہمارے ہاں امتحانات کا مقصد بھی غالباً ستر فیصد طلباء کو فیل کر کے ان کی حوصلہ شکنی کرنا رہ گیا ہے۔ لیکن جدید طریقہ تعلیم میں امتحان یا ٹیسٹ اس لئے ہوتے ہیں کہ طالب علم نے جو کچھ سیکھا ہے اس کا اظہار اس طرح کر سکے کہ اس کو ایک مسرت حاصل ہو اور اس کی حوصلہ افزائی ہو۔ اس لئے سوالات ایسے پوچھے جاتے ہیں جو اسے آتے ہوں۔ طالب علم کو ایک آسان کام دے کر دیکھیں تو حیرت انگیز نتیجہ سامنے آتا ہے۔ ست طالب علم کی کارکردگی بھی اس طرح بہتر ہو جاتی ہے۔ پس میں یہ عرض کر رہا تھا کہ طلباء کا مختلف طور پر جائزہ باقاعدگی سے استاد کے سامنے آنا چاہئے جس کا بہت اہم مقصد یہ ہے کہ طالب علم کو یہ احساس رہے کہ استاد کی اس پر تفصیلی نظر ہے۔ یہی احساس اس کو چوکس کر دے گا۔

اگر ایک استاد کو یہ شکایت ہے کہ اکثر طلباء اس کا دیا ہوا کام نہیں کرتے تو اسے اپنی منصوبہ بندی پر غور کرنا ہو گا۔ وہ اس میں کئی قسم کے نقائص دیکھے گا۔ ایک نقص یہ ہو سکتا ہے کہ استاد کا دیا ہوا کام طالب علم کے لئے مشکل ہو۔ یہ امکانی نقص بھی ہو سکتا ہے کہ استاد نے کام وغیرہ دینے اور چیک کرنے کا کوئی باقاعدہ معمول نہ بنایا ہو۔ یہ بھی ممکن ہے کہ استاد طالب علم کو کام نہ کرنے پر چند لمحوں کے لئے کوئی سزا تو دے دے مگر پھر اس کا کبھی خیال بھی نہ آئے کہ وہ اسے دوبارہ چیک کرے۔

استاد کے لئے ایک اہم بات یہ بھی ہے کہ اسے اپنے مقام کا احساس ہونا چاہئے۔ یہ فقرہ اتنا رسمی سا ہے کہ اگر بطور خاص اس پر غور نہ کریں تو ذہن میں کوئی حرکت پیدا نہیں ہوتی۔ اس کی اہمیت اس سے بھی واضح ہو سکتی ہے کہ بعض اوقات استاد کا ایک فقرہ بھی طالب علم کی ساری زندگی پر گہرے اثرات مرتب کر سکتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب اس کے پس منظر میں طالب علم کا پورا جائزہ 'پوری محنت' سوچ بچار اور دعا ہو گی۔ ایک بہت نامور شاعر نے بتایا کہ مجھے ایک اخبار کے ایڈیٹر کے ایک فقرے نے بڑا شاعر بنایا ہے۔ ایڈیٹر نے شاعر کی ارسال کردہ ایک نظم پر جو اس کی ابتدائی کوشش تھی یہ تبصرہ لکھا کہ "اسے نظم سمجھیں یا نثر" اس فقرے نے اسے گویا ایک نیند سے بیدار کر دیا۔ اور پھر عزم اور محنت کے ذریعے وہ نامور شاعر بن گیا۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ ایڈیٹر کا یہ فقرہ محض تبصرہ نہیں تھا بلکہ ایک سوچا سمجھا ہوا نفسیاتی علاج تھا جو تیر بہدف ثابت ہوا۔ اس واقعہ سے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

استاد کا کردار اور اس کا مقام واضح ہوتا ہے۔ لیکن اگر استاد یونہی گپ شپ کرنے کا عادی ہے تو اس کا فوری نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی بامعنی باتیں بھی بے معنی ہوتی چلی جائیں گی۔ اور استاد یہ شکایت کرے گا کہ آج کل کے طلباء نہ تو اساتذہ کا احترام کرتے ہیں اور نہ ان کی ہدایت پر عمل کرتے ہیں۔ پس اگر استاد کو اپنے بلند مقام کا احساس ہے اور وہ اس مقام پر قائم ہے تو پھر علم و معرفت کا پانی نیچے کی طرف بہ کر ضرور سیرابی کا باعث بنے گا۔

میں نے یہ چند باتیں کسی خاص مطالعے کی بنیاد پر نہیں بلکہ اپنے بے حد محدود مشاہدے اور تجربے کی بنیاد پر کی ہیں۔ ماہرین تعلیم اس موضوع پر اگر فلسفیانہ گہرائی میں جائے بغیر کچھ لکھیں تو بہت مفید ہو سکتا ہے۔

بقیہ صفحہ 4

دلانے کے لئے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی نسبت ہے کہ اس کی طرف سے جس قدر مامور آتے ہیں وہ سب ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں جو بچپن سے لوگوں کے دلوں پر اپنی قابلیت اور نیکی سے گہرا اثر پیدا کر لیتے ہیں۔ اور یہ امر ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ شروع دعویٰ میں نہ ابھی پیش (خبریاں) پوری ہوئی ہوتی ہیں اور نہ تعلیم مکمل ہوئی ہوتی ہے۔ اس وقت ان کی گزشتہ زندگی ہی ان کی صداقت کی دلیل ہوتی ہے۔ رسول کریم ﷺ کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا۔ اور حضرت خدیجہؓ اور حضرت ابوبکرؓ اور حضرت علیؓ اور حضرت زیدؓ اس دلیل کی بناء پر بغیر کسی نشان اور معجزہ اور تفصیلی تعلیم کے سننے کے آپ پر ایمان لے آئے۔

وصایا

ضروری نوٹ:۔

مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری
مجلس کارپرداز

مسل نمبر31293 میں حافظ رفیعہ صداقت بنت چوہدری صداقت حیات قوم ہنجرا جٹ پیشہ طالب علمی عمر22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 2/17 دارالرحمت وسطی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-31 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ حافظہ رفیعہ صداقت 2/17 دارالرحمت وسطی ربوہ گواہ شد نمبر1 مجید احمد خان وصیت نمبر28631 گواہ شد نمبر2 چوہدری ارشاد احمد ورک ایڈووکیٹ وصیت نمبر16608۔

مسل نمبر31294 میں حمیدہ بیگم بیوہ محمد دین صاحب قوم گجر پیشہ خانہ داری عمر70 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن 5/10 دارالعلوم غربی ربوہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-1-27 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ 1۔ ترکہ خاوند محترم۔ زمین ساڑھے پانچ ایکڑ واقع ریلوے ضلع سیالکوٹ مالیتی 5لاکھ کا 1/8 حصہ ۔/62500 روپے۔2۔ زیور طلائی سوا تولہ مالیتی۔/6000 روپے۔ 3۔ حق مہر۔/500 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/500 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ اور مبلغ۔/2000 روپے سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ حمیدہ بیگم بیوہ محمد دین صاحب 5/10 دارالعلوم غربی ربوہ گواہ شد نمبر1 عزیز الرحمٰن خالد وصیت نمبر17549 گواہ شد نمبر2 صوفی محمد اسحاق وصیت نمبر8826۔

مسل نمبر31295 میں امتہ الحئی زوجہ نذیر احمد ملی قوم جٹ پیشہ خانہ داری عمر54 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن راجہ جنگ ضلع قصور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-2-5 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ مکان برقبہ 10 مرلہ واقع راجہ جنگ ضلع قصور مالیتی۔/75000 روپے۔ اور ایک تولہ سونا مالیتی ۔/6000 روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/100 روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی ۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ امتہ الحئی C/O صدیق جنرل سٹور راجہ جنگ ضلع قصور گواہ شد نمبر1 نذیر احمد ساکن راجہ جنگ ضلع قصور گواہ شد نمبر2 غلام نبی ساکن راجہ جنگ ضلع قصور۔

مسل نمبر31296 میں عابدہ رفیق بنت رفیق احمد قوم ... پیشہ ملازمت عمر23 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن اسلام آباد بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-12-6 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ۔/1500 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عابدہ رفیق مکان نمبر408 گلی نمبر72 /G-8 اسلام آباد گواہ شد نمبر1 رفیق احمد وصیت نمبر19481 والد موصیہ گواہ شد نمبر2 نور احمد مکان نمبر952 گلی نمبر47 G-11/2 اسلام آباد۔

مسل نمبر31297 میں عظمیٰ بٹ بنت محمد غالب بٹ قوم بٹ پیشہ خانہ داری عمر22 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ حویلی والا چونڈہ سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-26 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ زیورات طلائی تین تولہ مالیتی سولہ ہزار روپے اس وقت مجھے مبلغ تین صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ عظمیٰ بٹ محلہ حویلی والا چونڈہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر1 محمد غالب بٹ چونڈہ ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر2 رشید احمد لون چونڈہ محلہ حویلی والا روڈ ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر31298 میں اسد محمود باجوہ ولد عبدالعزیز باجوہ قوم جٹ باجوہ پیشہ تعلیم عمر18 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ نیکا پورہ سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-5-15 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ پانچ صد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد اسد محمود باجوہ محلہ نیکا پورہ سیالکوٹ شہر گواہ شد نمبر1 محمود احمد وصیت نمبر6797 گواہ شد نمبر2 عبدالعزیز باجوہ وصیت نمبر29577 والد موصی۔

مسل نمبر31299 میں مظفر حسین ولد چوہدری محمد حسین صاحب قوم کاہلوں پیشہ ملازمت عمر33 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھرپا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-6-21 میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ ساڑھے تین ایکڑ زمین واقع کھرپا ضلع سیالکوٹ مالیتی ..... اس وقت مجھے مبلغ 3300 روپے ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں۔ اور مبلغ پانچ ہزار سالانہ آمد از جائیداد بالا ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی جائیداد کی آمد پر حصہ آمد بشرح چندہ عام تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد مظفر حسین کھرپا ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر1 منور محمود کاہلوں وصیت نمبر19425 گواہ شد نمبر2 محمد افضل بھٹی مربی سلسلہ چونڈہ ضلع سیالکوٹ۔

مسل نمبر31300 میں صائمہ چوہدری بنت چوہدری محمد حسین قوم کاہلوں پیشہ خانہ داری عمر 21 سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن کھرپا ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 97-6-21 میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے اس وقت مجھے مبلغ یکصد روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی 1/10 حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامتہ صائمہ چوہدری ساکن کھرپا ضلع سیالکوٹ گواہ شد نمبر1 ناصر احمد کاہلوں مربی سلسلہ گواہ شد نمبر2 محمد افضل بھٹی مربی سلسلہ۔

ضروری اعلان

○ نظارت وقف عارضی کو ایسے بزرگ احباب و خواتین کی ضرورت ہے جو مختلف جماعتوں میں جا کر تربیت کا کام سرانجام دے سکیں۔ احباب اپنے نام نظارت وقف عارضی کو بھجوادیں یا خود دفتر وقف عارضی میں حاضر ہو کر پروگرام طے کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد وقف عارضی)

خلافت لائبریری ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 4 اکتوبر- 1997ء
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ زیادہ سے زیادہ 30 درجے سنٹی گریڈ

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف اور چیف جسٹس آف پاکستان جسٹس سجاد علی شاہ کے درمیان ملاقات میں اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ حکومت اور عدلیہ ملک اور قوم کے مفاد میں مل جل کر کام کریں گی۔ وزیر اعظم نے سارک کانفرنس کی افتتاحی تقریب کے بعد چیف منسٹر ہاؤس میں روانگی سے قبل اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ تاثر غلط ہے کہ ملک میں سپریم کورٹ کے ججوں کی تقرری کے معاملہ پر کوئی آئینی بحران ہے۔ انہوں نے واضح کیا کہ ایسی کوئی بات نہیں۔ انشاء اللہ یہ معاملہ افہام و تفہیم کے ذریعہ جلد طے کر لیا جائے گا۔ حکومت عدلیہ کا بے پناہ احترام کرتی ہے۔ کیونکہ مملکت کے تین بنیادی ستونوں میں ایک عدلیہ ہے۔

○ چیف جسٹس آف پاکستان نے سارک کانفرنس میں وزیر اعظم کی شرکت کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ کانفرنس کے سلسلے میں سات ملکوں کے چیف جسٹس پہلی دفعہ پاکستان میں جمع ہیں۔ وزیر اعظم نے عدلیہ اور قانون کے شعبوں سے تعلق رکھنے والی شخصیات کے اجتماع کی تعریف کرتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ اعلیٰ ذہنی صلاحیتیں رکھنے والی یہ شخصیات اس خطے میں عدل اور قانون کی حکمرانی سے متعلق معاملوں پر بھرپور اظہار خیال کریں گی۔

○ فیصل آباد بورڈ نے انٹرمیڈیٹ کے نتائج کا اعلان کر دیا ہے۔ 37ء7 فیصد امیدوار کامیاب ہوئے۔ 33360 امیدواروں میں 12596 کامیاب قرار پائے ہیں پہلی پوزیشن گورنمنٹ کالج مدینہ ٹاؤن کی انوار العلیم نے 943 نمبر لے کر حاصل کی۔ گورنمنٹ کالج کے حمزہ ملیمی نے 942 نمبر حاصل کر کے دوسری اور گورنمنٹ کالج مدینہ ٹاؤن کی نازیہ سعید نے 913 نمبر لے کر تیسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

○ اسلامی کانفرنس کے وزراء خارجہ کے سالانہ رابطہ اجلاس میں کشمیریوں کے حق خودارادیت کی حمایت کی گئی ہے۔ مقبوضہ کشمیر میں مظالم کی شدید مذمت کرتے ہوئے اسلامی کانفرنس کی رابطہ کمیٹی نے اپنے اجلاس میں مطالبہ کیا کہ عالمی برادری کشمیر پر کانفرنس کی قراردادوں پر عمل کرائے۔

○ بھارتی فوج نے حاجی پیر (اوڑی سیکٹر) میں شدید گولہ باری کی ہے۔ اس علاقے میں بھارتی فوج نے 13 دیہاتوں پر مسلسل 12 گھنٹے گولہ باری کی۔ دیہاتوں کے 10 ہزار افراد بری طرح متاثر ہوئے۔ 15۔ افراد زخمی ہوئے اور 30 سے زائد مکانات زد میں آئے۔ حاجی پیر بھیڈی علی آباد اور نکیال سیکٹر میں فائرنگ کا سلسلہ جاری ہے۔

○ بھارتی وزیر اعظم اندر کمار گجرال نے کہا ہے کہ پاکستان سے دوستی کرتے وقت ملکی سلامتی کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ملکی سلامتی پر کوئی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ مذاکرات کی کوششوں کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ بھارتی فوجیں چوکس اور ہر صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہیں۔

○ امیر جماعت اسلامی قاضی حسین احمد نے نواز شریف حکومت کے خلاف دھرنا تحریک کی حکمت عملی کا باقاعدہ اعلان کر دیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ موجودہ حکومت ملک دشمن اور امریکن سنڈی ہے۔ لٹیروں کی تعداد دس ہزار سے زیادہ نہیں۔ پائی پائی وصول کریں گے۔

○ امریکہ نے پاکستان کو یقین دہانی کرائی ہے کہ وہ سلامتی کونسل کی مستقل نشست کے لئے بھارت کی حمایت نہیں کرے گا۔

○ کراچی میں فائرنگ اور ہنگامہ آرائی سے دو افراد ہلاک ہو گئے ہیں کورنگی میں زبردست ہنگامہ آرائی ہوئی۔ لوگ چھتوں پر مورچہ بند ہو کر فائرنگ کرتے رہے۔

○ کراچی میں رینجرز اور پولیس نے بھاری مقدار میں اسلحہ برآمد کر کے 50۔ افراد گرفتار کر لئے ہیں۔ سیکورٹی فورسز نے ایم کیو ایم حقیقی کے مرکزی دفتر کا محاصرہ بھی کیا۔

○ گوجرانوالہ میں بم دھماکہ سے کمسن بچہ ہلاک اور دو عورتوں سمیت تین افراد زخمی ہو گئے ہیں۔

○ ایئر وائس مارشل پرویز مہدی قریشی کو نیا ایئر چیف بنانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ اس فیصلے کا اعلان آئندہ چند روز میں کیا جائے گا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے کہا ہے کہ مردم شماری کے باعث فی الحال بلدیاتی انتخابات کرانا ممکن نہیں۔ بلدیاتی اداروں کے سیاسی ایڈمنسٹریٹر مقرر کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔ کابینہ میں توسیع جلد ہو گی۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اوکاڑہ کے شاہبھور رورل ہیلتھ سنٹر کا اچانک دورہ کیا۔ سنٹر میں نہ کوئی ڈاکٹر موجود تھا نہ عملہ کا کوئی رکن۔ وزیر اعلیٰ نے رورل ہیلتھ سنٹر کا پورا عملہ معطل کر دیا۔ اور کہا کہ فرائض سے غفلت برتنے والے افسروں کو معاف نہیں کیا جائے گا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ احتساب سیل کے چیئرمین سینیٹر سیف الرحمان ہارس ٹریڈنگ میں ملوث ہیں انہیں عہدے سے معطل کیا جائے۔ وہ سرکاری عہدے کا ناجائز استعمال کر کے مخالفین کی کردار کشی میں مصروف ہیں۔ چیف احتساب کمشنر اپنا کردار ادا کریں۔

○ کینیڈا میں اسرائیل کی دہشت گردی کی کارروائیوں کے باعث حکومت کینیڈا نے اسرائیل سے اپنے تعلقات منقطع کرتے ہوئے اپنا سفیر اسرائیل سے واپس بلا لیا ہے۔

درخواست دعا

○ محترم مرزا محمد اقبال صاحب مربی سلسلہ، کارکن الفضل کی اہلیہ محترمہ کا اپریشن 2- اکتوبر کو فضل عمر ہسپتال میں کامیاب رہا ہے۔ جملہ احباب کرام سے اپریشن کے بعد کی پیچیدگیوں سے محفوظ رہنے اور جلد شفایابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بشیر گولڈ سمتھ
اقصیٰ روڈ ربوہ
فون دکان:- 04524-211806
رہائش شہر:- 04524-211883
گاؤں: 04524-22238

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے
مرض اٹھرا کا شافی علاج
حبوب مفید اٹھرا
۲۰ گرام -/۳۰، ۶۰ گرام -/۹۰، ۱۰۰ گرام -/۱۵۰ روپے
اکسیر اولاد نرینہ (کورس) -/۲۵۰
• ہمدردانہ مشورہ
• کامیاب علاج
• مفید و مجرب ادویہ
NASIR ناصر
مطب ناصر دواخانہ (رجسٹرڈ) گولبازار ربوہ
PHONE: (04524) 211434-212434 FAX: 534

ہر قسم کی غیر ملکی کرنسی سے متعلق لین دین کا با اعتماد ادارہ
SPECIALISED IN FEBC DRAFT AND T.T ETC.
T. M. EXCHANGE
329-G PANORAMA CENTRE, THE MALL LAHORE (PAK)
TEL (92-42) 6368656, 6368389, 6369064, 6303235

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھُوَالنَّاصِرُ
کراچی میں اعلیٰ زیورات خریدنے کے لئے آپ کا شوروم
نیو الرّحیم جیولرز
خورشید مارکیٹ حیدری۔ کراچی
فون 3442 - 664 - 0231-664
فیکس 6643299 (21 - 92)